لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

بے ایمانی

دنیا کی ہر شریعت اور قانون کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص کی چیز اسی کی ملکیت ہے، اور وہی اس میں تصرف کا حق رکھتا ہے، کسی دوسرے کو حق نہیں کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کی ملکیت سے فائدہ اٹھائے، اسی اصول کی بنا پر ہر شخص کی ملکیتیں محفوظ اور مامون ہیں، اور دنیا کے امن کا نظام قائم ہے، اب جو کوئی حق کے بغیر چوری سے یا دھوکے سے یا زبردستی سے کسی ملکیت پر قبضہ جمانا چاہتا ہے، وہ فطرت کے نظام عدل کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے، اسلام نے اس نظام عدل کو اصول کی حیثیت سے ایک ہی مختصر سی آیت میں بیان کر دیا ہے، یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ (سورۃ ۱-۵) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقہ سے مت کھاؤ اس آیت نے ان تمام طریقوں کا جو ایمانداری کے خلاف ہیں اور جن کی جزئیات کی کوئی حد نہیں ہے چار لفظوں میں خاتمہ کر دیا ہے یعنی خواہ کسی کی چیز کوئی دھوکہ اور فریب سے لے یا زور و ظلم سے لے یا غصب کرے یا چوری کرے یا اس میں خیانت کرے رشوت لے، سود کھائے، غرض جن ناجائز طریق سے بھی کوئی دوسرے کا مال لے، اس آیت کے عموم اور اطلاق کے اندر وہ داخل ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از سیرت النبیؐ ج ۶ ص ۷۸۲)

فی شمارہ ۶ روپے | سالانہ/۱۳۰ روپے | ۱۰ر مئی ۲۰۰۱ء

Regd. No.LW/ NP/ 63

Fax No. : (0522)330020

FORTNIGTLY

R.N.I.No- UP URD 03615/24/1/2000-Tc

Office Ph. No-787250

Guest Haous : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India) Rs.6/- Vol.1 No.1

ھو الشافی

روز آنہ سپر جاپانی کمپیوٹر

کے ذریعے آنکھوں کی جانچ، پاور دھوپ

کے فینسی چشموں کا ایک خاص مرکز

ایک بار خدمت کا موقع دیں

AUTO REFRCCTO METER AR-660

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا وسیع اسٹاک موجود ہے

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

60082 ☎ آپٹیشن ایچ، رحمن

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے

زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبد الرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

زُوزَامِین

فسادِ خون اور جلدی امراض کا تریاق

• خونی فساد، پھوڑے پھنسی
• اور جلدی امراض کا کامیاب
• جذام کے لئے

نہایت جلد اثر کرنے والا

HASANI PHARMACY

117/41 Gwynne Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

AFZALS کیپ کے اوپر MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

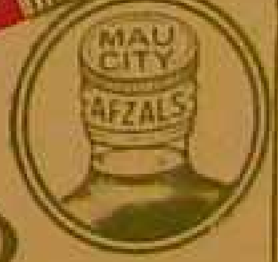

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے۔ جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

شنکرجی کی مورتی کے نزدیک معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat, Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.

Editor : *Shamsul Haq Nadwi*

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہؓ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا

تحریر: شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ: شمس الحق ندوی

خارجہ بن زید بن ثابتؓ اپنے والد زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ یہود کی کتاب سے کچھ سیکھ کر آپ کو بتاؤں، فرمایا کہ مجھے یہود کی طرف سے اپنی کتاب (یعنی قرآن کریم) کے بارے میں اطمینان نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں نصف ماہ بھی نہیں گذرا تھا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسے سیکھ لیا اور جب ہم نے اس کو سیکھ لیا تو اس کے بعد جب آپ یہود کو خط لکھنا چاہتے تو میں ہی ان کو خط لکھتا۔ اور وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے تو ان کا خط آپ کو میں ہی پڑھ کر سناتا"

(بخاری و ترمذی)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح فرمایا ہے یہ حدیث اعمش نے ثابت بن جبید سے اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا" حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام کرنے کے لئے دوسری قوموں کی زبان سے کام لینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے ثابت ہے اور تعلیم کے لئے یہ بھی آپ کا ایک انداز تھا۔ اور ہمارے اس دور کی زبانیں جو کائناتی علوم کی کنجی ہیں عجمیوں اور فرنگیوں کے باہم قریب ہوجانے اور دوسری قوموں کے ساتھ ترقی کرنے کے لئے ضروری ہوگئی ہیں یہ زبانیں باہمی تعارف کے لئے جو زندگی گذارنے اور قوموں کے باہم اختلاط کے وقت انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے کنجی کا درجہ رکھتی ہیں نہایت ضروری ہوگئی ہیں، شیخ صفی الدین حلیؒ جو کئی زبانیں جانتے تھے چند اشعار میں اس کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا ہے۔

بقدر لغات المرء یکثر نفعہ
وتلک لہ عند المُلمات أعوُنُ
فبادر إلی حفظ اللغات مسارعًا
فکل لسانٍ فی الحقیقۃ إنسانُ

آدمی جتنی زیادہ زبانیں جانتا ہے اس کا فائدہ بھی اسی کے بقدر عام ہوتا ہے اور یہ زبان دانی ہر مسائل و پریشانیوں کے وقت بہت معاون ہوتی ہے، تم زبانوں کو سیکھنے کی جلد کوشش کرو کہ ہر زبان حقیقتاً انسان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی عملی مثال سے تعلیم دینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم و استاذ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں کو اپنے آخری و دائمی دین و شریعت کو سکھانے کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں اللہ کے دین سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں، لہٰذا اس کے پھیلانے اور سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے سب سے زیادہ افضل نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔

آپ اپنے انداز و طریق تعلیم کے اعتبار سے بھی معلم تھے، علم و آگہی کے اعتبار سے بھی، عمل و قول کے اعتبار سے بھی معلم تھے، اور اپنے تمام اخلاق و احوال کے اعتبار سے بھی آپ کی ذات اقدس کا کمال بے مثال اساتذہ کو یہ سبق دیتا ہے کہ آپ ہی کے انداز کو اپنائیں اور آپ ہی کی اعلیٰ روش پر چلیں۔

معلم کی سب سے ضروری صفت یہ ہونی چاہئے کہ اس کے اندر تمام خوبیاں بدرجۂ اتم ہونی چاہئیں۔ عقل، فضل، علم، حکمت ظاہری سکنات و حرکات، تیزی و صلاحیت، سکون و حرکت، اچھا انداز کلام، اچھی خوشبو، صاف ستھرا لباس، دیکھنے میں دیدہ زیب، بولنے اور انتظامی امور کو انجام دینے میں پیکرِ حسن۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تمام صفات پورے حسن و کمال کے ساتھ پائی جاتی تھیں، آپ اپنی ذات میں طالب علم اور مسترشد کے لئے ایک مثالی معلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم کے مقاصد اپنے مختلف انداز میں نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ تمام چیزیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ مسلمان اس کلام ربانی (کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) کو عملی جامہ پہنانے والا ہو،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ ہمہ جہتی اور جامع کمال، تمام طریقوں میں مقصود اصل ہے اور تعلیم و تربیت کا حاصل ہے جس کے سبب آپ کو زبردست اور بے مثال تعریف کا مژدہ

(باقی ص۳۰ پر)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء
جلد نمبر ۳۸ | ۱۰ مئی سنہ ۲۰۰۱ء | مطابق | ۱۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر (۱۳)

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

نیچے بنے دائرہ میں سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین لوب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

منیجر

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---------- =/۶ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر
☆☆☆

گذارش

خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے

(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پارکھ آفسٹ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔
حامد خوشنویس۔ کمپیوٹرائزیشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اِس شُمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ	۲
۲	خون بشر کی ارزانی (اداریہ)	ع ۔ ع ۔ ن	۵
۳	ارادۂ الٰہی اور مادی اسباب	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ	۶
۴	شریعت اسلامی کی پیروی ہمارے دین وایمان کا بنیادی مسئلہ ہے	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۰
۵	اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسنؒ (نظم)	مولانا علی حسن فہمی اناوی	۱۲
۶	علمائے سلف کی جرأت حق گوئی	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی	۱۳
۷	عزت وشرافت کا واحد راستہ	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی	۱۵
۸	آدمی نامہ (نظم)	نظیر اکبر آبادی	۱۷
۹	زمباوے میں اسلام	خلف احمد محمود	۱۹
۱۰	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۱
۱۱	دہرہ دون میں جلسہ پیام انسانیت	عبدالرب	۲۲
۱۲	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۵
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۶
۱۴	ناظم ندوۃ العلماء کا دینی ودعوتی دورہ	نمائندہ تعمیر حیات	۲۷
۱۵	شب گریزاں ہوگی آخر....	نذر الحفیظ ندوی	۲۸
۱۶	استدراک	ع ۔ ع ۔ ن	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر ۸۵/=

بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O Box No 842, Madina Munawwara (K.S.A.)	مدینہ منورہ
Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St. Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.	برطانیہ
Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O Box 388, Vereninging,(S.Africa)	ساؤتھ افریقہ
Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O BoxNo 10894, DOHA-QATAR	قطر
Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O BoxNo 12525, DUBAI(U.A.E.) P-H: No: - 3970927	دبئی
Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Quater H. No. 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)	پاکستان
Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 98-Conklin Ave, Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)	امریکہ

Website: nadwatululama.org
E-mail Address: nadwa@sancharnet.in

اداریہ

خونِ بشر کی ارزانی

ع ۔ ع ۔ ن

پرانے اخبارات کی فائلوں میں ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ گذشتہ سال کا ایک روزنامہ لگا ہوں کے سامنے آگیا جس کی سرخی یہ تھی کہ "اکشی جنگجو مارے گئے اور آٹھ فوجی ہلاک ہوئے" اندر کے صفحہ میں کسی بس کے ندی میں گرنے کے حادثہ کا ذکر تھا جس میں چھتیس آدمیوں کے ہلاک ہونے کی خبر تھی۔ دوسرا پرچہ اٹھا کر دیکھا تو اس میں بھی یہ اطلاع تھی کہ اتنے جنگجو مارے گئے اور اتنے اسلحہ اور ہتھیار، بم گولے اور رائفلیں برآمد ہوئیں اور دو فوجی جوان اس مڈبھیڑ میں کام آئے، پھر کسی اخبار کو پلٹا۔ اس میں بھی مارے جانے اور قتل ہونے والوں کی تعداد بیان کی گئی۔ اس کے علاوہ خبریں جن میں کسی دُلہن کے جلائے جانے اور جہیز کم لانے کی سزا میں ہلاک کئے جانے کی خبریں ہوتی ہیں۔ ان کا تسلسل کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ابھی گذشتہ ہفتہ کے ایک پرچہ میں اسی طرح کی خبریں شائع ہوئیں ہیں اور نہ جانے کب سے یہ سلسلہ جاری ہے اور اب تک کتنے گھائل ہو چکے، کتنی عورتیں بیوہ ہو چکیں، کتنے بچے یتیم ہو چکے، اگر سب کو جوڑا جائے اور دو چار سال کے اخبارات سے اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو معلوم ہوگا کہ مشرقی ممالک میں سب سے زیادہ ارزاں اور سب سے زیادہ بے قیمت چیز انسان کی جان ہے۔ بچے اور بوڑھے تو شاذ ونادر مارے جاتے ہیں یا ان کو زہر دے کر مارا جاتا ہے، وہ نوجوان جن کی رگوں میں جوانی کا گرم گرم خون جوش مار رہا ہوتا ہے، ایک عرصہ تک تعلیم اور ٹریننگ میں اپنی عمر گذار چکے ہوتے ہیں ان کا قتل عام خواہ کسی نام سے ہو ایک ایسا المیہ ہے جس کی نظیر شاید ہی کہیں ملتی ہو۔ بڑی بڑی جنگوں میں بلاشبہ سپاہی اور پبلک کے افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ لیکن یہ روزمرہ کا معمول بن جائے اور ہر دن خونِ بشریت کی ناقدری ہو۔ اس میں غالباً آج کی دنیا سب سے آگے ہے پھر یہ بھی ایک معمہ ہے کہ سالہا سال سے سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جنگجو اور جنگجو افراد پر حملہ آور قتل ہو رہے ہیں مگر ان کی تعداد کم نہیں ہوتی یہاں تک کہ اب کسی دن کا واقعہ بھی نیا نہیں معلوم ہوتا۔ جن لوگوں کے خون بہائے گئے خواہ جس نام پر بہائے گئے۔ وہ بھی تو ہمارے آپ کے جیسے انسان تھے، وہ جوان بھی ہمارے ہی نوجوان تھے ان کو بھی دنیا میں زندہ رہنے کا حق تھا۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر یہ تمام حوادث جن کی روز خبریں آتی ہیں ان کی مجموعی تعداد کتنی تھی اور ان کا خون بہائے جانے کا حاصل کیا ہوا۔؟ جو لوگ آج یا کل سے پہلے یا ہفتہ دو ہفتہ پہلے مارے گئے ان کے نام بھی کسی کو معلوم نہیں اور ان کے کارنامے بھی کسی کو بتائے نہیں گئے۔

ہم مسلمانوں کے لئے تو یہ بات پہلے اور بہت پہلے ڈیڑھ ہزار برس پہلے قرآن کے ذریعہ معلوم ہوگئی تھی کہ یہ خاک اور آب، آگ اور ہوا، کا مجموعہ دنیا میں فساد برپا کرے گا۔ اور خون بہائے گا۔ لیکن اسی میں کچھ انسان بھی پیدا ہوں گے جن کو انسان کا خالق جانتا تھا۔ اور وہ ایسے لوگوں کی روک تھام میں آگے بڑھیں گے۔ جن سے دنیا قائم ہے اور قائم رہے گی ورنہ حکومت طلبی کا نشہ اور حکمرانی کا شوق ایک خاندان کے لئے یا ایک فرد کے لئے لاکھوں کی جان پانی کی طرح بہا سکتا ہے "فساد فی الارض" "سفک دماء" کی سرشت کا اظہار جس قدر آج کل ہو رہا ہے شاید ہی کبھی ہوا ہو۔

ارادۂ الٰہی اور مادّی اسباب

کے سلسلے میں

انبیاءؑ اور ان کے مخالفین کا فرق

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کا — جو وہ واحد کتاب ہے، جس نے انبیاء کی تاریخ، ان کے حالاتِ زندگی اور پیمبرانہ خبروں کو محفوظ رکھا ہے، پڑھنے والا تسلسل اور وضاحت کے ساتھ یہ دیکھے گا کہ انبیاء کی بعثت ہمیشہ بڑے تاریک اور مخالف دور میں ہوئی ہے، مادّی لحاظ سے وہ کمزور اور بے سروسامان تھے اور ملک، مال، دوست اور ساتھی، اور دوسرے وہ تمام مادّی اسباب جن پر انسانوں کو ناز ہوتا ہے، ان کے مخالفین کے پاس تھے، اور ان کے ماتحت تھے، انبیاء کا سرمایہ وہ مضبوط ایمان ہوتا ہے، جس تک شک کی رسائی بھی نہیں، اخلاص کامل ہوتا ہے، جس میں طمع و نفاق کی ذرا بھی آمیزش نہیں ہوتی، اللہ پر بھروسہ، اس کی طرف رجوع، اس کی چوکھٹ پر افتادگی، عمل صالح، تقویٰ، حسن سیرت، اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر (مذکورہ صفات کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے) وہ صحیح ایمانی دعوت ہوتی ہے، جس کی کامیابی کی ضمانت خود خدا نے کی ہے۔

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ (المومن – ۵۱)

ہم اپنے پیغمبروں اور ان کی جو ایمان لائے دُنیا کی زندگی میں اور اس دن جب گواہ کھڑے ہوں گے، ضرور مدد کریں گے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ (المجادلہ – ۲۱)

اللہ نے طے کر رکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً قوی اور غالب ہے۔

وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ (الصّٰفّٰت – ۱۷۱-۱۷۳)

ہماری بات طے ہو چکی ہے اپنے بندوں اور رسولوں کے لئے کہ وہی کامیاب ہوں گے اور ہماری فوج ہی غالب ہوگی۔

متعین و مقصود موضوع

قرآن کے پڑھنے والے کے سامنے یہ بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے جو قصے ان کی دعوت کی خبریں اور اس سلسلہ میں پیش آنے والے مقابلوں، جنگوں، اور سازشوں اور قوم کی متفقہ دشمنی اور متحدہ محاذ آرائی کا جو نقشہ کھینچا ہے اور اس خطرناک لڑائی کا جو نتیجہ بیان کیا ہے، وہ ہمیشہ ایک نہتے مرد فقیر اور ایک سرمایہ دار اور ذی اثر قوم کے درمیان یا کسی جابر بادشاہ سے ہوئی اور پھر نبوی دعوت اور اس کے علمبردار اپنے فقر و کمزوری کے باوجود کامیاب اور ذی اثر سرمایہ دار اور جابر بادشاہ اپنی قوت اور سطوت کے باوصف ہمیشہ ناکام رہے یا اس دعوت کو ماننے پر مجبور ہوگئے۔ وہ ایک مقصود و مطلوب چیز رہی ہے، یہ ایک مشترک حقیقت محض ایک اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ ایک دائمی سنت الٰہی اور ایک طے شدہ بات ہے، اور ظاہر ہے کہ اللہ کی قدرت کاملہ اچانک حادثات اور بخت اور اتفاق سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی جو نادانوں اور بے علموں کی منطق اور تسکین کا سامان ہے۔

اور یہ واقعات بار بار دہرائے گئے ہیں ان کے ذریعہ اس قدرت کاملہ پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے جس نے اسباب کو پیدا کیا اور جو اسباب کی مالک، ان میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے والی اور انھیں مؤثر یا غیر مؤثر کردینے والی ہے، اور وہ قدرت جیسا کہ ہم نے سابقہ خطبہ میں کہا کہ اسباب کو پیدا کر کے خود معطل اور کمزور نہیں ہوئی، اور اپنے ارادے سے اُسے دوسروں کو دینے کے بعد خود اس سے محروم نہیں ہوئی، اور نہ وہ تخلیق و ایجاد اور غلبہ و کامرانی کے لئے ان اسباب کی محتاج رہی ہے۔

یہ واقعات حق کی قوت اس کے باقی رکھنے کی صلاحیت اور باطل کی کمزوری اور اس کی سُست بنیادی پر دال ہیں اور ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔

قُلۡ جَآءَ الۡحَـقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيۡدُ (سبا – ۴۹)

آپ کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل نہ اب شروع ہوگا نہ اس کی بازگشت ہوگی۔

بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَـقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ‌ ؕ وَلَـكُمُ الۡوَيۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ (الانبیاء – ۱۸)

بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں اور وہ اس کی سرکوبی کرتا ہے، اور پھر وہ مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے اس میں جو تم کہتے ہو ہلاکت ہے۔

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ‌ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ (الرعد – ۱۷)

جھاگ یونہی ختم ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو نفع دیتا ہے وہ زمین پر باقی رہتا ہے، اس طرح اللہ مثالیں دیتا ہے۔

تجربہ اور اللہ کی رحمت کی ترغیب

اس طرح کے قرآنی قصے اللہ اور اس کی مدد پر توکل کی (زمانہ کے تمام اختلافات کے باوجود) دعوت ہیں، اور تمام ناسازگار و مخالف فضا اور حالات میں بھی دعوت، حسن سیرت اور عمل صالح پر اعتماد بحال کر دیتے ہیں، خدائی نصرت کے معجزانہ کارنامے اور قدرت الٰہیہ کے عجائبات کے تذکرے قرآن میں بہ تکرار آتے رہتے ہیں۔ جب قرآن کسی نبی کو خدائی مدد، فتح مبین، قبولیتِ دُعا اور دشمن پر غلبہ کا ذکر کرتا ہے، تو وہ اس نبی کے ماننے والوں اور اس کی دعوت کے حمایتیوں کو اس تجربہ کی دعوت بھی دیتا اور انھیں رحمتِ الٰہی سے پُرامید کر دیتا ہے، جیسے ایوبؑ نبی پر خدا کے عطیے کے ذکر کے بعد ارشاد ہوا:۔

رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ (الانبیاء: ۸۴)

یہ ہماری رحمت سے ہوا۔ اور عبادت گذاروں کے لئے تنبیہ ہے۔

حضرت یونسؑ کے بارے میں فرمایا گیا:۔

فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ‌ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (الانبیاء: ۸۸)

ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے غم سے نجات دی اور ہم ایسے ہی مومنین کو نجات دیتے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ‏ ۞ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ (الصّٰفّٰت ۱۲۰-۱۲۱)

موسیٰ و ہارون پر سلامتی ہو ہم اسی طرح نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلۡ يَاسِيۡنَ‏ ۞ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ (الصّٰفّٰت ۱۳۰-۱۳۱)

الیاس پر سلام ہو، ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

قصۂ لوطؑ کے ذکر کے بعد فرمایا گیا:۔

نِّعۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا‌ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ مَنۡ شَكَرَ (القمر: ۳۵)

یہ بطور ہماری نعمت کے ہوا جو شکر کرتا ہے اسے ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

اس لئے قرآن کے بڑے حصے پر مشتمل یہ قصے تفریحی قصے یا تاریخی کہانیاں نہیں ہیں، بلکہ وہ ذکر و موعظت، ترغیب، دعوت و ارشاد و رہنمائی اور تقویت و تشجیع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ‌ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَـرٰى وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ (یوسف: ۱۱۱)

ان کے قصوں میں عقل والوں کے لئے سامانِ عبرت ہے، یہ کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلے واقعہ کی تصدیق، ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢـبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ‌ ۚ وَجَآءَكَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَـقُّ وَمَوۡعِظَةٌ وَّذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (ھود: ۱۲۰)

اور ہم انبیاء کی تمام خبریں آپ کو دیتے ہیں جس کے ذریعہ آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور آپ کے پاس اس بارے میں حق آچکا جو نصیحت اور مومنین کے لئے یاد کرنے کی چیز ہے۔

تمام انبیاءؑ کے ساتھ اللہ کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ تمام انبیاء کے ساتھ رہا ہے، مثلاً حضرت نوحؑ کی قوم نے جب ان سے کہا:۔

اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ (الشعراء ۱۱۱)

کیا ہم تم پر ایمان لائیں، حالانکہ ذلیل لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے عجز کے ساتھ اپنے ضعف کی شکایت کی:۔

اَنِّىۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانْتَصِرۡ (القمر: ۱۰)

میں شکست کھا رہا ہوں میری مدد کر!

حضرت لوطؑ نے قوم سے کہا:۔

لَوۡ اَنَّ لِىۡ بِكُمۡ قُوَّةً اَوۡ اٰوِىۡۤ اِلٰى رُكۡنٍ شَدِيۡدٍ (ھود: ۸۰)

کاش تمہارے مقابلہ کی مجھے طاقت ہوتی یا کسی مضبوط چیز کا سہارا لیتا۔

اور حضرت شعیبؑ کی قوم نے ان سے کہا:۔

مَا نَفۡقَهُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَاِنَّا لَنَرٰٮكَ فِيۡنَا ضَعِيۡفًا‌ ۚ وَلَوۡلَا رَهۡطُكَ لَرَجَمۡنٰكَ‌ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡنَا بِعَزِيۡزٍ (ھود: ۹۱)

تم جو کہتے ہو اس کا بیشتر حصہ نہیں سمجھ پاتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور پاتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کرچکے ہوتے اور تم ہم پر غالب آنے والے نہیں۔

۱۰ر مئی سنہ ۲۰۰۱ء

اور فرعون اپنے اور حضرت موسیٰ کے بارے میں صراحت اور بے شرمی کے ساتھ کہتا ہے :—

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَؕ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ؕ فَلَوْلَاۤ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰۤئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ (الزخرف: ۵۱ تا ۵۳)

اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور کہا کہ اے قوم کیا میرے پاس مصر کی سلطنت نہیں ہے؟ اور یہ نہریں میرے قدموں کے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم غور نہیں کرتے؟ کیا میں اس سے بہتر نہیں جو ذلیل ہے۔ اور بولنے پر بھی قادر نہیں اور اگر وہ سچا ہے تو اس کے پاس سونے کے کنگن کیوں نہیں آئے یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے۔

انبیاء جن قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے، وہ بڑی قوت و قدرت والی بڑے ساز و سامان کی مالک اور بڑی خوشحال قومیں تھیں حضرت ہودؑ کا قول اپنی امت کے بارے میں گذر چکا۔

وَاتَّقُوا الَّذِىْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۚ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۙ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (الشعراء ۱۳۲-۳۴)

ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا ہے جو تم جانتے ہو، تمہیں جانور دیئے، اولادیں دیں، باغ دیئے اور چشمے۔

اور حضرت صالحؑ نے اپنی امت سے اس طرح فرمایا :—

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ اَتُتْرَكُوْنَ فِىْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ۙ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۚ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ (الشعراء ۱۴۴ تا ۱۴۹)

تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو، اور میں اس کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا، میرا بدلہ (خدا) رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا جو چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ یعنی باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور کھجوریں جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں۔ اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش خراش کر کے گھر بناتے ہو۔

اور شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا "اِنِّىْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ" (ہود: ۸۴) میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں لیکن خدا کی عطا کردہ اس خوشحالی کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کا جواب قرآن کی زبان سے سنیئے۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (الانعام: ۶)

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جنھیں زمین میں ہم نے وہ طاقت دے رکھی تھی، جو تمہیں نہیں دی، اور ہم نے ان پر آسمان کے دہانے کھول دیئے، اور ان کے نیچے نہریں بھی بہائیں، پھر ان کے گناہوں کے سبب انھیں ہلاک کر دیا۔ اور ان کے بعد دوسری نسل کو کھڑا کر دیا۔

مادیت کے لئے سب سے بڑا چیلنج اور اسباب کی خدائی کے خلاف سب سے بڑی بغاوت

حضرت ابراہیمؑ کا قصہ جو قرآن مجید میں بار بار بیان ہوا ہے وہ مادی اسباب کی ذاتی تاثیر کے خلاف سب سے بڑا چیلنج ان اسباب اور ان کے ماننے والوں کی قوت کا مذاق اڑانے والا اور ان کی کمزوری اور غیر مفید ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے گویا حضرت ابراہیمؑ مادیت اور اس کے حاملین کے استخفاف و استہزاء پر مامور ہو کر آئے تھے، جو اس کی تقدیس کرتے اس کا کلمہ پڑھتے، اور اس پر ہر طرح بھروسہ کرتے تھے، ان کو حقیر سمجھنے اور خدا کی مدد سے ان پر فتح پانے اور ان کی تذلیل میں خاص لذت، قلبی تسکین اور روحانی غذا حاصل ہوتی تھی، اور گویا وہ اپنے ایمان و توحید کے طویل اور بابرکت سفر میں ہر قدم پر مادیت کو اپنے قدموں سے روندنے، اپنے عزم سے اسے مسخر کرنے کا التزام کر کے شک پر ایمان کی، مادہ پر روح کی نظام شرک پر توحید کی نئی فتح کا سر و سامان کر رہے تھے۔

اپنی طویل زندگی میں انھوں نے اپنے ماحول کی قوت و بادشاہت، مادہ اور معدہ کی عبادت، باطل خداؤں اور دھمکانے والی طاقتوں کے خلاف ہمیشہ علم بغاوت بلند رکھا، اس کا راز یہ تھا کہ ان کے وقت کی دنیا مادی اسباب کی شدت سے قائل اور اس پر حد سے زیادہ اعتماد کر بیٹھی تھی حتی کہ وہ اسے مستقل اور ذاتی طور پر مؤثر سمجھنے لگی تھی اور اسے خدا کے ساتھ ایک خدا کی حیثیت دیدی تھی۔

مادیت کی یہ غلامی، تقدس اور اس پر اعتماد نے ان کی بت پرستی کے پہلو میں ایک نئی بت پرستی کی شکل اختیار کر لی تھی جس میں وہ پہلے سے ڈوبے ہوئے۔ اور ان کی بندگی میں پھنسے ہوئے تھے، حضرت ابراہیمؑ کی زندگی دونوں بت پرستیوں کے خلاف بغاوت اور اعلان جنگ، خالص توحید کی دعوت اور اللہ کی بسیط و محیط قدرت کا اعلان اور اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ عدم سے چیزوں کو

وجود میں لاتا ہے اور وہ اسباب کا خالق بھی ہے اور ان کی زمام کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ اسباب کے تاثیر سلب کر سکتا، اور اشیاء کی خاصیت و افادیت کو روک سکتا، اور ان کا الٹا اثر پیدا کر سکتا، اور ان کو جس کا چاہے تابع و فرمان بنا سکتا ہے،

لوگوں نے اس "بغاوت" کے جرم میں آگ کا الاؤ تیار کیا، اور یہ تجویز پاس کی کہ :—

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (الانبیاء: ۶۸)

اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو۔

حضرت ابراہیمؑ کو یقین کامل تھا کہ آگ اللہ کے ارادے کی تابع ہے اور جلانا اس کی ایسی صفت نہیں جو اس سے الگ ہو سکے، بلکہ یہ اس میں بطور امانت رکھی ہوئی ایک خاصیت ہے جس کی لگام کبھی ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہے اور کبھی کھینچ لی جاتی ہے، اور اسے ٹھنڈک اور سلامتی بنا دیا جاتا ہے، چنانچہ آپ اس "نار نمرود" میں مومنانہ شان کے ساتھ مطمئن اور پر اعتماد انداز میں کود پڑے، اور نتیجہ آپ کے یقین کے تابع ہی رہا۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۙ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (الانبیاء ۶۹ تا ۷۰)

ہم نے حکم دیا اے آگ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔ اور وہ لوگ اسے نقصان پہنچانا چاہتے تھے، تو ہم نے انہی کو ناکام کر دیا۔

لوگوں کا یہ خیال بھی تھا کہ زندگی بغیر سرسبزی، خوشحالی اور پانی کی فراوانی کے ممکن نہیں، اس لئے وہ اپنی آل و اولاد اور اپنے رہنے سہنے کے لئے ایسی زرخیز زمین حاصل کرتے تھے، جن میں پانی کی افراط اور شادابی کی فراوانی ہو اور جہاں صنعت و تجارت کی سہولتیں حاصل ہوں

حضرت ابراہیمؑ نے اس چلی ہوئی عادت اور عام رسم و رواج، اور اسباب پر تکیہ کرنے کے خلاف بھی قدم اٹھایا اور چھوٹے سے خاندان کے لئے (جو ایک ماں اور بیٹے پر مشتمل تھا) ایک بے آب و گیاہ وادی پسند کی جس میں نہ زراعت ممکن تھی، نہ تجارت اور جو دنیا اور اس کی تجارتی منڈیوں سے بالکل کٹی ہوئی اور سرمایہ کے مرکزوں سے بہت دور تھی۔

آپ نے اللہ سے رزق میں وسعت کی دعاء کی کہ وہ دلوں کو اس وادی کی طرف مائل کر دے اور یہاں تک پھل اور میوے بغیر کسی معروف طریقے کے پہنچائے، آپ نے کہا :—

رَبَّنَاۤ اِنِّىْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراہیم: ۳۷)

اے رب میں نے اپنے خاندان کو ایک ناقابل کاشت وادی میں تیرے معزز گھر کے قریب بسایا ہے، اے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر اور انھیں پھل میسر کر شاید وہ شکر ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول کی اور انھیں رزق، امن و عافیت کی ضمانت دی اور ان کے شہر کو ہر قسم کے پھلوں اور خیر و برکت کے خزانوں کا مرکز بنایا۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (القصص: ۵۷)

کیا ہم نے ان کے لئے ایک پر امن حرم مہیا نہیں کر دیا جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں۔ اور جو ہماری طرف سے بطور رزق کے تھے، اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِىْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (القریش: ۳-۴)

تو انھیں اس گھر کے خدا کی عبادت کرنا چاہیئے، جس نے انھیں بھوک کے بعد کھانا کھلایا اور خوف کے بعد امن نصیب کیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے انھیں ایسی خشک زمین پر اُتارا تھا جہاں پیاس بجھانے اور حلق تر کرنے کے لئے پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، لیکن ریت کے ذروں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اور وہ اس وقت سے اب تک اس طرح جاری ہے کہ لوگ اسے جی بھر کر پیتے اور اپنے ملکوں کو لے جاتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے گھر والوں کو چٹیل میدان میں لا چھوڑا تھا، مگر وہ ایسا مرکزی مقام بن گیا جس کے لئے اطراف عالم کے لوگ عزم سفر کرتے اور رخت سفر باندھ کر آتے ہیں، دنیا کے گوشہ گوشہ سے منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے پہونچتے ہیں اور دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی زندگی اپنے زمانہ کی پھیلی ہوئی اور حد سے بڑھی ہوئی مادیت، اسباب کی عبادت اور ان کی بندگی کے لئے چیلنج اور اللہ اور اس کی قدرت مطلقہ، اس کے غالب ارادے پر ایمان کی زندہ مثال تھی اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا کہ اس نے ان کے سامنے اسباب کو جھکا دیا اور ان پر حیرت انگیز نوازشیں کیں۔[1]

(جاری)

---

[1] یہ حصہ مصنف کے مضمون مندرجہ "المسلمون" ص ۸۰، ۸۱ عدد ۷، ۸ سنہ ۱۳۹۱ھ سے ماخوذ ہے۔

شریعت اسلامی کی پیروی ہمارے دین و ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے

● حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مندرجہ ذیل مضمون حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء کا وہ خطبۂ صدارت ہے جو انہوں نے تیرہویں فقہی سیمینار کے موقع پر مورخہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ اپریل ۲۰۰۱ء کو جامعہ سید احمد شہیدؒ کٹولی ملیح آباد لکھنؤ میں پڑھا تھا۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم اسے ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم انبيائه الكريم محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، امابعد:

محترم حضرات! میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ میں فقہ اکیڈمی کے اس وقیع اور اہم اجتماع میں حاضر ہوں اور آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کر رہا ہوں فقہ اکیڈمی کے ناظم قاضی شریعت جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اور ان کے رفقاء کار ان اجتماعات کے ذریعہ جو کوشش کر رہے ہیں وہ بہت قابل قدر ہے، ہم کو امید ہے کہ ان اجتماعات کے ذریعہ شریعت اسلامی کی وضاحت اور اس کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب شریعت اسلامی کے اعلیٰ اور محکم اصولوں کے تحت بہت اچھے طریقہ سے دیا جاسکے گا، اور اس سے شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام پائے گا۔

حضرات! فقہ اکیڈمی کا یہ تیرہواں فقہی سیمینار ہے جو جامعۃ الامام السید أحمد الشہیدؒ کٹولی ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں اس کے ناظم مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی دعوت پر منعقد کیا جا رہا ہے، اس میں جو مسائل زیر غور و بحث لائے جا رہے ہیں ان کا گہرا تعلق موجودہ تمدن کے لائے ہوئے حالات سے ہے، ان حالات کے بعض پہلوؤں کے سلسلہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات ہیں، ان میں سے بعض تو ترقی یافتہ تمدنی وسائل سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض نئے سماجی حالات اور مالی معاملات کے سلسلہ کے ہیں، ان سوالات کے تعلق سے پڑھے لکھے ذہنوں کو مناسب وضاحت سے واقف کرانا اور کوئی اشکال ہو تو اس کا مناسب حل بتانا ایک ضروری کام ہے۔

تمدن و علم کی ترقی کے موجودہ عہد میں نئے ابھرنے والے سوالات کا جواب اور مشکلات کا حل پیش کرنا علوم شرعیہ میں پوری دستگاہ رکھنے والوں کا اہم فریضہ ہے اور یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے سامنے فقہ اسلامی کی تدوین کے زمانہ میں تمدنی زندگی سے ابھرنے والے مسائل پر شریعت اسلامی کی تطبیق کی شاندار مثالیں موجود ہیں، تدوین فقہ اسلامی کا یہ عہد اپنے بعض پہلوؤں میں موجودہ عہد سے اس کی بعض تمدنی و سماجی تبدیلیوں میں ملتا جلتا ہے اسلام کے عہد اول میں سیدھے سادے عربوں کو رومی اور ساسانی علم و تمدن سے آراستہ سماجی زندگی سے سابقہ پڑا تھا اور عرب و مسلمان فضلاء نے بالکل اجنبی اور پیچیدہ مسائل اور تقاضوں کو شریعت اسلامی کا صحیح راستہ دکھایا اور اس پر چلایا، اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا سماج محدود و ابتدائی سماج کے دائرہ سے نکل کر ترقی یافتہ بلکہ نہایت ترقی یافتہ سماج کی شکل میں ابھرا جس میں مالی نظام کے سارے تقاضوں کا حل تھا، اور انتظامی نظام کے لئے بھی یا اس کی ضرورت کے مطابق شریعت اسلامی کی پوری ہدایات حاصل ہوتی تھیں، اس عظیم عہد کے بعد سے موجودہ عہد تک ہمارے علماء عظام و اسلاف کرام کی رہنمائی ہماری ضرورت کو پورا کرتی رہی ہے، اب عہد حاضر کے چند تمدنی و سماجی حالات نے کچھ نئے سوالات پیدا کئے ہیں۔ ان کے لئے ہمارے

ہمارے عہد کے علماء و مفکرین کو شریعت اسلامی کی روشنی میں مناسب جواب دینا ہے۔ ان میں ایک تو آلات ربط اور انٹرنیٹ کا استعمال ہے۔ ان کو دینی و مذہبی مقاصد میں کس حد تک استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اور بیع و شراء اور عقود و معاملات و شہادت کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کس حد تک صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور اس سلسلہ میں فقہی لحاظ سے جو شرائط رکھے گئے ہیں وہ کس حد تک پورے ہوتے یا ہوسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اب ترقی یافتہ تمدن اور وسائل ربط و تعلق انسانوں کی عام زندگی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ان سے اس طرح فائدہ اٹھایا جانے لگا ہے جس طرح آپس میں براہ راست رابطہ قائم ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامی کی روشنی میں عقود و معاملات کو ان کے ذریعہ کس حد تک عمل میں لایا جاسکتا ہے، جبکہ دیگر تمام پڑھے لکھے حضرات اپنے تمام دیگر ذمہ دارانہ معاملات میں ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدیم عہد میں مادہ کے عناصر بہت کم تھے اور ان کی تحتی خصوصیات بھی محدود تعداد میں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ دور کی تحقیق و جستجو سے ان دونوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے نیز ان کی تحلیل و تجزیہ کے عمل نے بھی بڑی ترقی کی ہے۔ اس ضمن میں قلب ماہیت کی بھی مختلف صورتیں سامنے آئی ہیں۔ گندی اور نجس اشیاء کی تحلیل و تنقیہ کا عمل بھی خاصا ہونے لگا ہے اور موجودہ زندگی کی مختلف ضرورتوں میں اس کا رواج ہوتا چلا جا رہا ہے لہٰذا فقہ اسلامی کو اس کے مختلف پہلوؤں اور شکلوں پر نظر ڈال کر شریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

زکوٰۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کے مصارف متعین طریقہ سے بتائے گئے ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے، لیکن موجودہ عہد اپنے سابقہ عہد سے بایں طور مختلف ہے کہ قدیم عہد میں جہاں مسلمانوں کی معتد بہ تعداد ہوتی تھی وہاں حکومت مسلمانوں کی ہی ہوتی تھی۔ وہ حکومت غریبوں کی غربت دور کرنے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہوتی تھی، اس طریقہ سے اموال زکوٰۃ صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے جو حکومت وقت کی عنایات سے مستفید نہ ہوسکتے تھے، لیکن اب یہ فرق ہوا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومتیں نہیں ہیں وہاں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں، ان کے تمام دینی و سماجی معاملات خود مسلمانوں کو حل کرنا ہوتا ہے، ایسے ملکوں یا علاقوں میں ان کو صرف عوامی تعاون سے کام چلانا پڑتا ہے، ایسے علاقوں میں عموماً زکوٰۃ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے لیکن اس کے مصارف متعین ہیں۔ ان کی پابندی کے ساتھ کیا بعض ایسی شکلیں ہوسکتی ہیں جن میں زکوٰۃ کے اموال سے عام مسلمانوں کے معیار کو بہتر بنانے اور ان کے لئے مال زکوٰۃ سے استفادہ کی نئی شکلیں اختیار کرنے کے مواقع نکالے جاسکتے ہوں نئے تمدنی نظام میں وہ کون سے مواقع ہوسکتے ہیں۔ جن کو اختیار کرکے اموال زکوٰۃ سے مزید فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور مسلمان عوام کو مزید مالی سہارا دیا جاسکتا ہے؟ غور و تحقیق سے ایسی شکلیں معلوم کی جاسکتی ہیں جو شریعت اسلامی کی تعلیمات سے ٹکراتی نہ ہوں اور مفید اور قابل عمل ہوں۔

فقہ اسلامی کے اس سیمینار میں جبری شادی کی مختلف صورتیں بھی جو ملک اور بیرون ملک میں پیش آرہی ہیں زیر غور لائی جائیں گی۔ شادیوں میں لڑکے اور لڑکی کا راضی اور متفق ہونا اہم جزء ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ لڑکے و لڑکی کا خام تجربہ، زندگی اور اشیاء پر نظر کا غیر پختہ ہونا بھی عموماً اس بات کا مقتضی ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے سرپرست و خیر طلب ہونے کے باعث رہنمائی اور توجہ دہانی کا جو حق دیا ہے اس کو عمل میں لایا جائے اور یہ ضرورت مخلوط ماحول میں جیسا کہ یورپ میں یا اس کی نقل کرنے والے مشرقی ممالک میں ہے، زیادہ بڑھ جاتی ہے اور بعض وقت اسلام و ایمان پر باقی رہنے اور اس سے محروم ہو جانے کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے ایسی صورت میں جبر کی حد کیا ہونا چاہئے؟ یا ماں باپ کو کیا صورت اختیار کرنا چاہئے؟ اس بات کو مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر طے کرنا ہوگا۔ کہ زوجین کی زندگی کی خوش دلی اور راحت کا بھی انتظام ہو، اور ان کے دینی و اخلاقی کردار و مقام کو بھی نقصان نہ پہونچے، یہ معاملہ بہت غور و فکر کا ہے۔ اسے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہوگا۔

حضرات! شریعت اسلامی کی پیروی کا مسئلہ ہمارے دین و ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے، اس کو ہماری تمدنی و ثقافتی و انتظامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بنانے کا کام وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں کیا جاسکتا، وحی الٰہی اور سنت نبوی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات میں اگر کوئی ہدایت ہماری محدود سمجھ کے دائرہ میں کسی وقت نہ آتی ہو تو بھی اس سے انکار یا اس کو بدلنے کی کوشش ہمارے ایمانی فریضہ کے خلاف ہوگا، آزادیٔ فکر و عمل کے جو نظریات یورپ نے ہم کو دیئے ہیں، اور زندگی کے جن معاملات کو زندگی کی لازمی ضرورتوں میں قرار دیا ہے، اور مساوات کا جو تصور ہمارے سامنے پیش کیا ہے

ہم کو ان کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ کہ وہ انسان کی عمومی ضرورت نیز دین کے متعینہ پیمانوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں، ہم کو آنکھ بند کرکے ان کی صدائے بازگشت نہیں بننا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم کو اپنی نئی ضرورتوں کے مناسب حل معلوم کرنا ہے۔ اور ان کے سلسلہ میں ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا قابل اطمینان جواب بھی پیش کرنا ہے۔ اس کام کو ہمارے مؤقر علماء شریعت، شریعت سے اپنی گہری واقفیت کی مدد سے انشاء اللہ بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارا یہ سیمینار مفید کام انجام دے سکے گا۔

وَآخر دعوانا اَن الحمد للہ رب العالمین۔

(بقیہ)
مطالعہ کی میز پر

تربیت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ انسانیت کے اس پورے مرقع میں بلکہ پوری کائنات میں پیغمبروں کو چھوڑ کر اس سے زیادہ حسین وجمیل، اس سے زیادہ دلکش ودل آویز تصویر نہیں ملتی، جوان کی زندگی میں نظر آتی ہے، مولانا اعظمی صاحب نے راویوں کے حالات میں ان کے پاکیزہ کردار و اخلاق اور نمایاں کارناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے تاکہ تعلیم و تربیت اور دعوت واصلاح کے میدان میں داعیوں، معلموں اور مربیوں کے لئے بھی یہ کتاب نمونہ ثابت ہو۔ کتاب کی جملہ خصوصیات سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عوام وخواص سبھی کے لئے نافع ہے اور مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیمتی تحفہ ہے اللہ تعالیٰ کتاب کے افادہ کو عام فرمائے۔ صاحب کتاب اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔

اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسنؒ

مولانا علی حسین فہمی اناوی

اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن
کون ہوگا تیرا جیسا آہ! اب زیبِ چمن

تونے عالم میں کیئے روشن قنادیل علوم — آسمانِ علم پہ چمکا دیئے تونے نجوم
اہل ہند و پاک ارباب حجاز وشام وروم — پی رہے تھے جام تجھ سے معرفت کا جھوم جھوم

ہے عجم سے تا عرب پھیلی ہوئی تیری کرن
اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن

کشتِ زار ندوہ کو زرخیز تونے کردیا — اس چمن کا ہر شجر گلریز تونے کردیا
ہر کلی ہر گل کو دل آویز تونے کردیا — پتی پتی کو شمیم آمیز تونے کردیا

تجھ سے پھیلی ہے جہاں میں بوئے گلہائے چمن
اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن

علم قرآں میں تو تھا اپنے زمانے کا امام — تھا حدیثوں کے فنوں میں بھی ترا ممتاز نام
اور معانی اور ادب میں بھی ہے تیرا اک مقام — ہے عظیم الشان تو تاریخ داں بھی لا کلام

تھا سمندر علم کا سینے میں تیرے موجزن
اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن

کس قدر تجھ پہ ہوا ہے فضل ربِ ذوالجلال — زندگی بھی موت بھی اس نے عطا کی بے مثال
زندگی تو فانی ہی تھی علم بخشا لازوال — ختم تجھ پر کردیا ہے اس صدی کا ہر کمال

کتنی تجھ پہ بخششیں تھیں اے امامِ علم وفن
اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن

آگیا حکم خدا لبیک کہہ کر چل دیا — اپنی آغوشِ کرم میں اب خدا نے لے لیا
جنت الفردوس میں اس نے تجھے پہونچا دیا — جو ترا حق تھا وہ حق تجھ کو عطا اس نے کیا

ہے دعائے فہمی رحمت تجھ پہ ہو سایہ فگن
اب کہاں پاؤں گا تجھ سا باکمال اے بوالحسن

اعلان:

قارئین تعمیر حیات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اب دفتر تعمیر حیات میں ٹیلی فون لگ گیا ہے۔
لہٰذا صبح ۸½ بجے سے ۱۲½ بجے تک بذریعہ ٹیلی فون تعمیر حیات سے متعلق رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔ مگر اپنا خریداری نمبر، نام اور ضلع ضرور بتائیں۔

Office Ph. No-787250

علمائے سلف کی جرأتِ حق گوئی وبے باکی

از: ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی

ایمان کامل اور یقین محکم سود وزیاں کے اندیشہ سے بالاتر ہوتا ہے اور جلال حق کے سامنے بڑی سے بڑی قوت وعظمت پر کاہ سے زیادہ بے حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کسی نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے پوچھا کہ آپ کو سلطان وقت کے درمیان میں بے باکی سے گفتگو کرتے وقت کوئی خوف لاحق نہیں ہوتا؟ فرمایا کہ "اللہ کی ہیبت ایسی پیش نظر رہتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں مجھے سلطان بلّی کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

اسلام نے اعلانِ حق کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا گیا۔ "جو کچھ آپ کو ملا ہے اس کو آشکارا طور پر سنا دیجئے اور مشرکین کی مطلق پروانہ کیجئے"۔ (سورہ حجر۔۶)
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "بہترین جہاد ظالم حکمراں کے سامنے حق بات کہنا ہے"۔ اور تاکید فرمائی کہ "تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دینا چاہئے۔ اور اگر ہاتھ سے اسکی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اس پر نکیر کرنی چاہیئے۔ اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم دل سے اس کو برا سمجھنا چاہیئے اور ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔ صحابۂ کرامؓ نے جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اس حکم کی تعمیل کی ہے۔ اور دعوت حق کی راہ میں عزیمت و استقامت کی تابندہ مثال قائم کی۔

اعلان حق کی راہ میں کسی خطرہ کی پرواہ نہیں

حضرت ابوذر غفاریؓ کی حق گوئی تاریخ میں یادگار رہے وہ اعلان حق کی راہ میں کسی خطرہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ بارہا اس کی پاداش میں اتنی مار کھاتے کہ بے دم ہوجاتے تھے۔ ان کی حق گوئی کی تعریف دربار رسالتؐ میں ان الفاظ سے کی گئی: "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ حق گو کوئی نہیں"۔
(جامع الترمذی مناقب ابوذر)

چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب وہ شام میں تھے تو وہاں کے مسلمانوں میں جو غیر اسلامی شان پیدا ہو رہی تھی اس پر انھوں نے بے محابہ داروگیر کی اور اس بات میں حضرت معاویہؓ جیسے صاحبِ اثر امیر کی بھی پرواہ نہ کی

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل خطبہ دیا جس میں فرمایا "ہوشیار رہنا کہ کسی کی ہیبت تم کو اس حق بات کے کہنے سے باز نہ رکھے جو تم کو معلوم ہے" یہ سن کر ابوسعید رو دیئے اور فرمایا "افسوس ہم نے ایسی باتیں دیکھیں اور ہیبت میں آگئے"۔

آخرت کی بازپرس کا خوف

اسلامی تاریخ کا ایک عہد سعادت وہ تھا جب خود خلیفۂ وقت لوگوں کو حق گوئی کی تاکید کرتا اور چاہتا تھا کہ اس کے کاموں میں اگر کوئی غلطی ہوجائے تو لوگ برملا اسے متنبہ کردیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کرکے آخرت کی بازپرس سے محفوظ ہوجائے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے بعد سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ "لوگو میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں اور تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر برائی کروں تو مجھے درست کردو"۔

اب ہم سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے

اسی طرح دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمرؓ نے بھرے مجمع میں لوگوں سے یہ سوال کیا کہ اگر میں سیدھی راہ سے ہٹ جاؤں اور کج روی اختیار کروں تو تم کیا کروگے؟ مجمع سے کئی آوازیں آئیں "اگر تم کج رو ہوجاؤگے تو ہم تمہیں سیدھا کردیں گے"۔ یہ سن کر آپؓ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھے سیدھا کرسکتے ہیں۔

اس عہدِ روح پرور میں تنقید کی آزادی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا "اسمعوا واطیعوا" (یعنی اے لوگو سنو اور اطاعت کرو) بھرے مجمع میں سے ایک بدو اٹھا اور بولا "لا نسمع ولا نطیع" (ہم نہ تو آپ کی سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے) جب تک آپ یہ نہ بتادیں کہ آپ کے جسم کا اتنا لمبا کرتا کیسے بن گیا جب کہ مال غنیمت کی جو چادریں تقسیم ہوئی تھیں ان میں کوئی اتنی بڑی نہ تھی کہ آپ کا کرتا تیار ہوسکے، حضرت عمرؓ نے یہ سن کر اپنے فرزند حضرت عبداللہؓ کو اشارہ فرمایا کہ تم اس کا جواب دو۔ انھوں نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں نے اپنے حصہ کی چادر بھی امیر المومنین ابا جان کو دیدی تھی اور اس طرح یہ کرتا دو چادروں سے مل کر تیار

ہوا ہے۔ یہ سن کر اس بدّو نے کہا کہ "اب آپؐ فرمائیے ہم آپ کا حکم سُنیں گے بھی اور اطاعت بھی کریں گے۔"

خیر القرون کی فصل بہار عہد رسالت کے بعد سے زمانہ اتباع تابعین تک قائم رہی اس طویل مدت میں اخلاق وکردار کی معراج کے جو روشن اور نادر نمونے منصۂ شہود پر آئے وہ رہتی دنیا تک بنی نوع انسانیت کیلئے قندیل راہ بنے رہیں گے، راقم سطور کا جی چاہتا ہے کہ اس دفتر پارینہ کی بازخوانی سے اپنے ساتھ قارئین تعمیر حیات کے سینے کا داغ بھی تازہ کردوں

جب انکی زبان اظہار حق سے باز نہ آئی۔

حضرت حسن بصریؒ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے وہ اپنی ضرب المثل فصاحت وبلاغت، تبحر علمی اور پُر تاثیر تقریر کے ساتھ فضائل اخلاق میں بھی ممتاز تھے۔ وہ حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار انھوں نے خلیفۂ وقت یزید بن عبد الملک پر بھی برملا تنقید کی۔ اسی طرح یزید بن ابی المہلب اور ابن الاشعث کی شورش کے زمانہ میں کسی نے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "نہ اس کا ساتھ دو نہ اِس کا"۔ ایک شامی نے عرض کیا" اور نہ امیر المومنین کا؟" یہ سن کر آپ کو غصہ آگیا، پھر ہاتھ اٹھا کر کہا" ہاں ہاں نہ امیر المومنین کا"۔ حجاج کی سفاکی اور خون آشامی مشہور ہے۔ مگر حسن بصریؒ کی زبان اس کے زمانہ میں بھی اظہار حق سے باز نہ آئی۔ (طبقات ابن سعد ١١٩/١)

ہر شخص خود اپنی ذات کا ذمہ دار ہے

امام عبداللہ بن عمرو دوسری صدی ہجری کے ایک مشہور محدث اور فقیہہ گزرے ہیں ایک بار انھوں نے ایام حج میں خلیفہ ہارون الرشید کو سعی (صفا ومروہ کے درمیان) میں روک کر اس کی بدعنوانیوں پر سخت سرزنش کی۔

شیخ نے فرمایا۔" ہارون! کیا تم ان حاجیوں کی تعداد شمار کرسکتے ہو؟"

خلیفہ نے جواب دیا۔" بھلا انھیں کون شمار کرسکتا ہے۔"

یہ سن کر شیخ نے فرمایا۔" اچھا کان کھول کر سن لو۔ ان میں سے ہر ہر شخص خود اپنی ذات کا ذمہ دار ہے، لیکن تم خدا کے نزدیک ان تمام بندگان خدا کے ذمہ دار ہو بخدا جب انسان خود اپنے مال میں اسراف کرتا ہے تو وہ لائق تعزیر قرار پاتا ہے۔ تو پھر اگر وہ عام مسلمانوں کے مال میں فضول خرچی کا مرتکب ہو تو اِس کی سزا کس قدر بڑی ہوگی۔

(مرآۃ الجنان ٣٦٧/١)

زہد وقناعت

حافظ قبیصہ بن عقبہ (المتوفی ٢١٥ھ) اپنے علم وفضل کے ساتھ گوناگوں اخلاقی محاسن کا مجموعہ تھے۔ ارباب سطوت وشوکت کے سامنے حق بات کہہ گزرنے سے کبھی باز نہ رہتے تھے، ایک بار امیر ابودلف کا دلف اپنے خدم وحشم کے ساتھ ان سے ملاقات کرنے ان کے گھر گیا لیکن وہ باہر نہیں نکلے، کسی نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا" حضرت جبل کا شاہزادہ باہر کھڑا ہے اور آپ باہر نہیں نکلتے؟" راوی کا بیان ہے کہ شیخ اس عالم میں باہر تشریف لائے کہ ان کی لنگی کے ایک خشک روٹی کا ٹکڑا لٹک رہا تھا۔ اور فرمایا۔" جو روٹی کے اس ٹکڑے پر قانع اور مطمئن ہولے شاہزادۂ جبل سے کیا غرض؟

یہ واقعہ جرأت وبے باکی کے ساتھ قناعت واستغنا کی بھی بہترین مثال ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں

خلیفہ مامون الرشید کے آخری عہد حکومت میں خلق قرآن کا فتنہ گرم ہو چکا تھا۔ معتزلہ کے اثر سے مامون کو اس مسئلہ میں بے حد غلو تھا۔ چنانچہ وقت کے تمام مشاہیر علماء اور فقہاء اس فتنہ کی زد میں آئے جیسا کہ معلوم ہے کہ اس ابتلاء وآزمائش کا سب سے بڑا نشانہ امام احمد بن حنبل کی ذات بنی لیکن مامون اور اس کے بعد معتصم انتہائی جبر وتشدد کے باوجود امام موصوف سے اس باطل عقیدہ کا اعتراف نہ کراسکے۔

معتصم باللہ کے عہد خلافت میں یہ فتنہ حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ میں فرامین جاری کردیئے تھے کہ علمائے وقت سے زبردستی عقیدۂ خلق قرآن کا اقرار کرالیا جائے۔ چنانچہ جو اصحاب علم وفضل میدان عزیمت وہمت کے مرد نہ تھے۔ انھوں نے رخصت پر عمل کرتے ہوئے سر تسلیم خم کردیا۔ لیکن بہت سے اصحاب دعوت وعزیمت ایسے بھی تھے جنھوں نے خلق قرآن کے اقرار کے بدلہ میں طوق سلاسل اور دار ورسن کو ترجیح دی۔ ان ہی اصحاب عزیمت میں ایک اہم شخصیت حافظ ابونعیم کی بھی تھی۔

مشہور مؤرخ خطیب بغدادی نے اس فتنہ میں حافظ ابونعیم کے ابتلاء کی پوری تفصیل دی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابونعیم کوفہ ہی میں تھے کہ فرمان خلافت کے تحت والیِ کوفہ نے علماء کو طلب کیا۔ چنانچہ ابونعیم بھی تشریف

(بقیہ صـ٣٠ـ پر)

عزت وشرافت کا واحد راستہ

تحریر: مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
ترجمہ: محمد فرمان نیپالی

غارِ حرا سے اسلامی دعوت کی روشنی نکلی اور پورے عالم انسانیت میں دیکھتے دیکھتے پھیل گئی تاکہ انسانیت کے ہر طبقہ اور ہر گروہ چاہے غلام ہو یا آقا، خواندہ ہو یا ناخواندہ مہذب وشائستہ ہو یا تہذیب وتمدن سے ناآشنا، سب کو حق وصداقت کے راستہ پر گامزن کرسکے۔ بالخصوص انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے طریقے پر لگائے جن پر خداوند قدوس کی بے شمار نعمتیں ہیں چنانچہ یہ دعوت دار ارقم بن چپکے چپکے مقناطیسی کشش سے آہن پاروں میں جمع کرتی رہی آخر کار یہ ٹکڑے جمع ہوکر ایک طاقت بن گئے اگرچہ مکہ مکرمہ کی باطل طاقتوں کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی جو تمام تر وسائل واسباب سے لیس تھیں، اسی اثنا آپ کو حکم ملا کہ "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" آپ کو جس کا حکم ملا ہے اس کا بانگِ دہل اعلان کر دیجئے، یہ اعلان کرنا تھا کہ حق کی دعوت مکہ کی وادیوں سے نکل کر دور دراز علاقوں میں پھیل گئی، چنانچہ اس دعوت کی حقانیت سے دشت وجبل گونج اٹھے اور اسی کی آواز مدینہ میں بھی سنی گئی، انصار کے چند نوجوانوں نے اس پر لبیک بھی کہا، پھر وہاں کے گھر گھر میں یہ مبارک دعوت پھیل گئی اور مدینہ منورہ دعوت وتبلیغ کی اشاعت کا مرکز بن گیا، پھر داعی الی اللہ، مرشدِ انسانیت مربیٔ ملت سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند برگزیدہ اور ممتاز افراد کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی جنھوں نے آپ کی دعوت کو ابتدائی مرحلہ میں قبول کرلیا تھا۔ لہٰذا وہاں قرار حاصل ہوا اور روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔

عرب قوم ایک ایسی قوم تھی جو دنیا سے کنارہ کش اور اپنے دائرہ میں محدود تھی، جس کے پیش نظر صرف خاندانی مفاخر اور قبائلی کارنامے تھے، معمولی معمولی باتوں پر جان پر کھیل جاتے، جان کی قربانی ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی، ان تمام اوصاف وکمالات کے باوجود دنیا کی متمدن قومیں ان کو حاشیۂ خیال میں بھی نہیں لاتی تھیں، بازنطینی اور ساسانی جیسی دنیا کی دو عظیم حکومتوں نے اسے تقسیم کر رکھا تھا اور خود ان کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ کوئی ان کی طرف نگاہ اٹھائے گا، ان میں سے کسی کو مخاطب کرنا اور گفتگو کرنا دور کی بات ہے، مشہور مؤرخ کارلائل نے عربوں کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "وہ ایسے لوگ تھے جو صحرا نوردی کیا کرتے تھے اور کسی نے صدیوں تک کسی نے ان کی طرف توجہ بھی نہیں کی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہ چشم زدن میں علوم ومعارف کے اندر دنیا کے مرکز توجہ بن گئے، بے حیثیت تھے وہ باحیثیت بن گئے ذلت وخواری کے بعد انھیں عزت نصیب ہوئی۔ ابھی ایک صدی گزرنے نہ پائی تھی کہ ایک عالم ان کے علوم ومعارف سے روشن ہوگیا۔ اور دور دور تک اس کی روشنی پھیل گئی، کیوں کہ جب صداقت وعظمت کا انکار ناممکن ہو تو حقیقت پوری طرح نکھر کر سامنے آئے گی، اور جب بھی حق کو اس کی اصل روح سے حیات ملتی رہے گی اور اس میں باطل کی آمیزش نہیں ہوگی تو حق ہی کو سربلندی نصیب ہوگی الإسلام يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عليهم۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی دعوت سب سے بڑی حقیقت اور سب سے بڑا حق بھی تھی کیونکہ اس کی روشنی مکہ کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی ختم نہیں ہوئی اور نہ اس کی آواز ان کی انتھک کوششوں کے باوجود کمزور پڑی جس کے خاتمہ کیلئے اہل مکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا تھا۔

اسی حقیقت کے پیش نظر یہ دعوت اتنی برق رفتاری سے آگے بڑھی کہ دنیا کی تاریخ دعوت ورسالت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وہ دعوت ہے جو دار ارقم میں محصور تھی اور جسے ابنائے وطن کی طرف سے مختلف قسم کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ لیکن حیرت ہوتی ہے کہ اس دعوت کا حامل کیسے دنیا کے بادشاہوں کو دعوت دینے پر قادر ہوا اور کیسے یہ ممکن ہوا کہ وہ پورے ایمان ویقین قوت وہمت کے ساتھ دنیا کے ظالم وجابر سلاطین کو اس طرح مخاطب کرے جیسے ایک بھائی اپنے بھائی سے باتیں کرتا ہے یا جیسے کوئی ناصح نصیحت چاہنے والوں سے مخاطب ہوتا ہے یا رہبر راہِ حق سے دور شخص سے خطاب کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کو ان کے بڑے بڑے القاب اور بھاری بھرکم ناموں نے مرعوب نہیں کیا، اور نہ ان کے لامحدود جنگی وسائل نے آپ کو خوفزدہ کیا، اور نہ ان کے لاتعداد سپاہ نے آپؐ کو ہراساں کیا، اور

نہ آپ پر ترقی یافتہ آداب و اطوار نے اثر ڈالا اور نہ آپ تہذیب و تمدن کی چمک دمک اور اسکی دلکشی و رعنائی سے متاثر ہوئے بلکہ براہ راست آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد عبد اللہ ورسولہ الی ہرقل عظیم الروم وسلام علی من اتبع الھدیٰ
اما بعد، فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین
فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین

رواہ البخاری ج ۱ ص ۱۷ ترجمہ: اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کا خط شاہ روم ہرقل کے نام! مذہب اسلام قبول کر لو تو عذاب سے محفوظ رہو گے اور اللہ تمہیں دوگنا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر تمہارے ماتحتوں کا گناہ ہوگا

اس طرح آپؐ نے دنیا کے تمام حکمرانوں کے نام خطوط ارسال کئے۔ اور حکمرانوں کے مرتبہ کا خیال رکھتے ہوئے انھیں خطوط لکھے، اور ان خطوط کو پیش کرنے کیلئے اسی کے لائق مناسب صحابہؓ کا انتخاب کیا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کفار مکہ کو کوہ نور سے دعوت جا رہی تھی، اور داعی بلند مقام پر کھڑے ہو کر ان سے باتیں کر رہا تھا۔ جس کی نظر پہاڑ کے دونوں طرف تھی اور وہ کہہ رہا تھا اگر حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ گے تو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہو گے۔ کیوں کہ یہ مال و دولت کا انبار، یہ فلک بوس عمارتیں، لامحدود وسائل و ذرائع اور یہ جنگی ساز و سامان اسی وقت نفع بخش ہو سکتے ہیں جب تم اس دعوت پر لبیک کہو گے جس کی دعوت انسانیت کے آخری نبی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، جن لوگوں نے قبول کیا اور اسے گلے سے لگایا دنیا و آخرت میں وہ کامیاب اور فائز المرام رہے اور جن لوگوں نے اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھا وہ بھی امکان بھر کامیاب رہے اور جن لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی اور اس کے پیغام کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی جماعت کو پراگندہ کیا تو انھوں نے دنیا و آخرت دونوں جہاں میں نقصان اور خسارہ اٹھایا۔ اسی دعوت کا اثر تھا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جو دعوت الی اللہ کی نشر و اشاعت کیلئے جان کی بازی لگاتی تھی۔ کفر و شرک کے ایوان میں کلمۂ توحید بلند کرتی تھی اور اس راستہ میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کرتی تھی۔ بالآخر ایک ایسا بھی وقت آیا کہ اللہ رب العزت نے اس دعوت کو بادشاہوں اور حکمرانوں تک پہونچانے کا موقع فراہم کیا جیسا کہ یہ واضح ہے کہ عرب قوم ایک بے حیثیت و بے معنی قوم تھی، لیکن جب آپؐ نے اس کو سنوار کر اس کی خود شناسی اور خدا شناسی کی دولت سے مالا مال کیا تو عالمی طاقتیں اس سے خوف کھانے لگیں، جیسا کہ ابو سفیان نے اس بات کو تاڑتے ہوئے کہا تھا کہ "لقد امرت امر ابن ابی کبشۃ انہ یخافہ ملک بنی الاصفر" ابن ابی کبشہ کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے اس سے تو شاہ روم بھی ڈرتا ہے (بخاری شریف ج ۱ ص ۵)

آج امت مسلمہ کی عموماً پوری دنیا میں جو ناقدری ہو رہی ہے۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ وہ نبوت و رسالت سے ناآشنا اور دعوت الی اللہ سے دست بردار ہوتی جا رہی ہے جبکہ اقوام متحدہ میں اس کے بہت سے پرچم لہرا رہے ہیں اور مسلمان بادشاہوں اور بڑی مسلم حکومتوں کے پاس بڑے بڑے نام اور بھاری بھرکم القاب موجود ہیں جیسے امیر المومنین مجاہد اعظم، خلیفۂ وقت، کیا کسی کے اندر یہ ہمت ہے کہ وہ اس دعوت اور اس پیغام کو امریکہ، روس، فرانس اور جرمنی وغیرہ ملکوں کے حکمرانوں تک پہونچائے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت کے حکمرانوں کو پہونچایا تھا۔

یہ امر مسلّم ہے کہ جب یہ امت پیغام نبویؐ کی حامل ہوگی اور پوری دنیا میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے گی تو ہر ممکن عروج و ارتقا، اسے نصیب ہوگا۔ خواہ افراد کی شکل میں ہو یا جماعتی شکل میں، کیونکہ عالیشان اور فلک بوس عمارتوں اور اس کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کذب بیانی دھوکہ دہی، مکر و فریب، خواہش نفس ہوس رانی و بداخلاقی پر مبنی تہذیب و تمدن میں یورپ کی تقلید اس امت کی ترقی کیلئے سودمند نہیں کیونکہ ہماری ترقی اور فلاح و کامیابی مشرق و مغرب کی طوطی جیسی نقل اور اندھی تقلید میں نہیں، بلکہ سلف صالحین کے شاندار ماضی کی طرف رجوع کرنے میں ہے اسی کو علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنے خوبصورت الفاظ میں ادا کیا ہے کہ "یورپ کا کوئی ماضی نہیں اس لئے مستقبل کے اندھیروں میں جدھر چاہے ٹھوکریں کھاتا پھرے، لیکن اسلام کا ماضی اتنا شاندار ہے کہ مسلمانوں کی ترقی آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے میں ہے یہاں تک کہ ہٹتے ہٹتے خیر القرون یعنی عہد صحابہؓ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک جا پہونچیں"۔ یہی ہمارا اصل کامیابی کا راز ہے اس کے ذریعہ ہم پوری انسانیت کیلئے نمونہ بن سکتے ہیں اور قیادت و سیادت کے منصب پر سرفراز ہو سکتے ہیں؛

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو دیکھ کر روشنی حاصل کریں اور اپنے اندر ایمان و یقین کے ذریعہ خود اعتمادی

(باقی صـ۲۰ پر)

آدمی نامہ

نظیر اکبر آبادی

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (سورہ نوح ۱۳-۱۴) تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا ہے۔

"آدمی نامہ" نظیر اکبر آبادی کی ایک مشہور ترین نظم ہے، اس کو پڑھ کر اردو داں شاعر کی ذہانت اور موزونی طبع کی داد دیتے ہیں، لیکن شاید ہی کسی کا ذہن اس طرف منتقل ہوا ہو کہ عالم انسانیت کی کوئی حقیقت ایسی نہیں ہے، جس کو خالق کائنات نے بتا نہ دیا ہو، اور انتہائی ایجاز کے ساتھ ایک آیت میں وہ سب کچھ کہہ دیا جو ہمارے بڑے سے بڑے ذہین اور فنکار ادا نہیں کر سکے۔ اوپر کی آیت دیکھئے اس میں فرمایا گیا "خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا" "تم کو طرح طرح سے بنایا، اس مختصر لفظ میں وہ سب باتیں آگئیں جو نظیر اکبر آبادی نے آدمی نامہ میں کہا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ۔ کس کس طرح سے پیدا کیا، کن کن مراحل سے وجود انسانی کا ظہور ہوا۔ جہاں سب آنکھ والے ہوئے وہاں مادر زاد نابینا بھی ہوا، اور دوسرے عیوب کے ساتھ پیدا ہونے والے انسان دنیا میں موجود ہیں۔ اس ایک لفظ میں بنی نوع آدم کا ہر دور اور ہر طور سامنے آگیا، اس کی ایک چھوٹی سی مثال نظیر اکبر آبادی کی نظم میں پڑھئے۔ اگرچہ یہ نظم بہت پرانی ہے اور سیکڑوں بار لوگوں نے پڑھی اور سنی ہے مگر "خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا" والی بات اس کی گہرائی اور وسعت، عمومیت اور شمولیت کو اس طرح کی پچاس نظمیں بھی ادا نہیں کر سکی ہیں۔ مگر! افسوس کہ انسانی طبیعت عظمت خداوندی کی طرف کم مائل ہوتی ہے۔ "مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا" "تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو۔

نظیر اکبر آبادی کا آدمی نامہ پڑھئے اور دیکھئے کہ ایک لفظ "اَطْوَارًا" کو انہوں نے کس کس طرح سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے، پھر بھی وہ تمام باتیں نہ آ سکیں جو قرآن کے ایک لفظ میں ہیں۔

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی — اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بینوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی — نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال و قطب و غوث و ولی آدمی ہوئے — منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے کئے — حتی کہ اپنے زور و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا — شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہتا تھا برملا — یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یاں تو جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور — یاں آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح ہے یاں ظہور — شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں — بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نمازیاں — اور آدمی ہی ان کے چراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی — اور آدمی ہی تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی — چلا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ناچے ہے آدمی ہی بجا تالیوں کو یار اور آدمی ہی ڈالے ہے اپنی ازار اتار
ننگا کھڑا اچھلتا ہے ہو کر ذلیل و خوار سب آدمی ہی ہنستے ہیں دیکھ اس کو بار بار
اور وہ جو مسخرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ سے بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی ہی بیاہ قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خوانخواہ دوڑے ہیں آدمی ہی مشعلیں جلا کے واہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جاتیاں دوڑیں بغل میں مار کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں آدمی کہار
اور اس پہ جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا کس کس طرح سے بیچتے ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور اور آدمی ہی دیکھ انھیں بھاگتے ہیں دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزدور یاں تک کہ آدمی ہی اٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جس نے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی لعل جواہر ہے بے بہا اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے اور الٹا ہے جوں توا گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا سا چاند کا
بدشکل و بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جن کی یہ کچھ زرق برق ہیں روپے کے ان کے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں کمخواب تاش شال دوشالوں میں غرق ہیں
اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

حیران ہوں یارو دیکھو تو کیا یہ سوانگ ہے اور آدمی ہی چور ہے اور آپ ہی تھانگ ہے
ہے چھینا جھپٹی اور کہیں مانگ تانگ ہے دیکھا تو آدمی ہی یہاں مثل رانگ ہے
فولاد سے گڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرنے میں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار زار سب آدمی ہی کرتے ہیں مُوے کا کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر ہیں آدمی ہی صاحب عزت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ہیں اور آدمی ہی پیر اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

زمبابوے

افریقہ کا ملک جہاں اسلام پہلی صدی میں پہونچا

تحریر : خلف احمد محمود ——— ترجمہ : ——— محمد وثیق ندوی

زمباوے براعظم افریقہ کا ایک ملک ہے جس کی راجدھانی ہراری ہے اس کو پہلے برطانیہ کے مشہور سامراجی سیسل روڈس کی طرف منسوب کرتے ہوئے جنوبی روڈیسیا کہا جاتا تھا جہاں تک زمباوے نام کا تعلق ہے تو یہ افریقہ کے ایک مشہور دریا کا نام ہے۔ اس مضمون میں ہم زمباوے کی مسلم آبادی پر روشنی ڈالیں گے۔

جائے وقوع اور ایریا :-

جمہوریہ زمباوے افریقہ کے جنوب میں واقع ہے جس کی مشرق میں موزمبیق، مغرب میں بتسوانا، شمال میں زامبیا اور جنوب میں جنوبی افریقہ سے سرحدیں ملتی ہیں۔ اس جائے وقوع کی وجہ سے زمباوے بحر ہند یا بحر الکاہل سے منقطع ہے۔ اس کو بحر ہند پہونچنے کے لئے پڑوسی ملکوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس کا ایریا تقریباً ۳۹۰ ہزار ۷۵۱ کلومیٹر مربع ہے۔

آبادی :-

زمباوے کی مجموعی آبادی دس ملین ہے زمباوے کے باشندوں کی اکثریت کا تعلق افریقہ کے بانتو قبائل سے ہے زمباوے کی مجموعی آبادی میں سے ۹۵ فیصدی افریقن ہیں اس کے علاوہ دوسری اقلیتیں بھی پائی جاتی ہیں، مثلاً گورے لوگ جن کی تعداد تقریباً ڈھائی لاکھ ہے اور ایشین اقلیت جن کی تعداد تقریباً تیس ہزار ہے۔

زمباوے میں اسلام کی آمد

قدیم تاریخ اور آثار قدیمہ کی بعض تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمباوے میں اسلام پہلی صدی ہجری میں پہونچ چکا تھا۔ اس بات کی تائید زمباوے میں واقع ایک مسجد کے باقی ماندہ نشانات سے ہوتی ہے جس کی تاریخ تعمیر سن ۹۵ ہجری ہے اس کے علاوہ زمباوے میں بہت سے ایسے گھرانے اور خاندان موجود ہیں جن کی رگوں میں افریقی خون کے ساتھ ساتھ عربی خون بھی ابتدائی دور سے جاری ہے کیوں کہ پہلی صدی ہجری میں زمباوے میں ایک ترقی یافتہ اسلامی تہذیب و تمدن وجود میں آگئی تھی اور اس افریقی ملک میں مسلسل اسلامی تہذیب و تمدن کی روشنی پھیلتی رہی یہاں تک کہ ۱۸۸۸ء میں زمباوے مغربی سامراج کا شکار ہو گیا۔

مسلمانان زمباوے کی تعداد

مغربی سامراج کے جھوٹے باطل اور کھوکھلے دعوؤں میں ایک یہ بھی ہے کہ براعظم افریقہ میں اسلام کے داخل ہونے کا سبب مغربی سامراج ہی ہے۔ اس لئے مغربی سامراج نے اس براعظم میں اسلام کے منتقل ہونے کی سہولتیں مہیا کیں، تمدن کے طور پر اس کو اختیار کیا اور ایک سیاسی طاقت و قوت سمجھ کر اس نے اسلام کی مخالفت نہیں کی لیکن تاریخی حقائق اور زمباوے میں ہوئے نئے انکشافات و تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے یہ دعوے سراپا جھوٹ، کھوکھلے اور بے بنیاد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ سامراج نہ ہوتا تو آج افریقہ میں اسلام کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، جیسا کہ ڈاکٹر جمال ہمدانی نے اپنی کتاب "العالم الاسلامی المعاصر" میں اس کی صراحت کی ہے، یہی بات بالکل واضح طور پر زمباوے پر صادق آتی ہے، چنانچہ ۱۸۸۶ء میں زمباوے کی کل آبادی دو ملین سے کم تھی، مسلمانان زمباوے کی تعداد ایک ملین سے زیادہ تھی، اس افریقی ملک پر مغربی سامراج کے غلبہ اور تسلط کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جبکہ ۱۸۸۸ء میں سیسل روڈس نے زمباوے کے بادشاہ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا، یہ دوستی مغربی سامراج کے ملک میں قدم جمانے کا سبب بنی اس کے بعد سامراجیوں نے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے۔

مسلمانان زمباوے اور مغربی سامراج

مغربی سامراج نے ۱۸۸۸ء میں زمباوے میں داخل ہونے کے بعد سے مسلمانوں کے خلاف ظلم و بربریت اور جبر و تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مسلمانوں کے اثر کو ختم کرنے اور ان کی طاقت و قوت توڑنے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مجرمانہ و ظالمانہ کارروائیاں کیں اور وحشیانہ طریقے اختیار کئے، مسلمانوں کی زمینیں اور جائیدادیں لوٹ لیں اور چٹیل و بے آب و گیاہ علاقوں میں ان کو محصور کر دیا اور سخت ترین مشکل حالات میں کانوں میں کام کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن ان سب وحشیانہ اور

جابرانہ کارروائیوں کے باوجود مسلمانوں نے مغربی سامراج کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا اور نہ کمزور پڑے، بلکہ آزادی کی جد وجہد جاری رکھی یہاں تک کہ زمباوے نے آزادی حاصل کرلی،

اسلامی تشخص کو باقی رکھنے کی کوششیں

اقلیت میں ہونے کے باوجود زمباوے کے مسلمان اپنے اسلامی تشخص اور انفرادیت کو باقی رکھنے کے لئے مسلسل جد وجہد کرتے رہے اور ہر ممکن ذرائع ووسائل اور طریقے اختیار کئے چنانچہ اس مقصد کے تحت زمباوے کے مسلمانوں نے متعدد اسلامی ادارے اور تنظیمیں قائم کیں۔ جیسے جمعیت علماء اسلام مجلس اعلیٰ برائے اسلامی امور اور ڈیلی گیشن برائے مسلمانان زمباوے اور اس کے ساتھ ساتھ دعوت وارشاد اور تعلیم وتربیت کے میدان میں کام کرنے والی متعدد تنظیمیں بھی تشکیل دیں۔

مسلمانان زمباوے کے ان انجمنوں اداروں اور تنظیموں کے قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنی اسلامی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں میں اسلامی تعلیم کو رائج کریں۔ اس لئے کہ برطانوی سامراج نے مسلمانان زمباوے کے بچوں کو تعلیم سے محروم کردیا تھا۔ ان کی اسلامی درسگاہوں کو بند کردیا تھا۔ اور اپنے کالجوں اور اسکولوں سے ان کو باہر نکال دیا تھا۔ لیکن اس وقت زمباوے کے مسلمان اس کی کوشش کررہے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیم کو رائج کریں اس کے لئے وہ مختلف عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے سیکڑوں اسلامی مدارس قائم کررہے ہیں، زمباوے یونیورسٹی میں اسلامیات اور عربی زبان کا ایک سینٹر بھی قائم کیا گیا جس کا مقصد مسلمانوں میں عربی زبان کو فروغ دینا ہے،

اسی طرح مسلمانان زمباوے نے حکومت سے اس کی اجازت حاصل کرلی ہے کہ جس علاقہ میں ۵۰ مسلم گھرانے ہوں وہاں مسلمان اپنا ایک عربی اسلامی مدرسہ اور ساتھ میں ایک مسجد بھی تعمیر کرسکتے ہیں، مسجدیں اور مدارس تو بن چکے ہیں لیکن عربی زبان کے اساتذہ اور مدرسین کی ان مدارس میں کمی کا مسئلہ درپیش ہے،

مساجد:

زمباوے میں اس وقت تقریباً سو عام مسجدیں اور سیکڑوں خاص مسجدیں پنجوقتہ نمازوں کیلئے موجود ہیں اور ہر مسجد کے ساتھ ایک قرآنی مدرسہ بھی موجود ہے۔ تاکہ مسلم بچے اور بچیاں قرآن کریم حفظ کرسکیں اور عربی زبان کو بحیثیت قرآن کی زبان سیکھ سکیں۔

مسلمانان زمباوے کی اہم ضرورت

زمباوے کے مسلمانوں کو اس وقت اسلامی اور عربی ممالک کی توجہ اور مزید تعاون کی ضرورت ہے۔ تعاون مندرجہ ذیل شکلوں میں کیا جاسکتا ہے

۱۔ عربی اور اسلامی ملکوں میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں زمباوے کے مسلم نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

۲۔ بڑی اسلامی یونیورسٹیوں میں عربی زبان اور اسلامی علوم وفنون کے حصول کے لئے طلبا زمباوے کو زیادہ سے زیادہ اسکالرشپ دی جائے۔

۳۔ زمباوے میں قائم اسلامی مدارس کے لئے عربی جاننے والے اساتذہ فراہم کئے جائیں تاکہ وہ زمباوے کے مسلمانوں میں عربی زبان کو رائج کریں۔

۴۔ قرآن شریف کے ترجمے کے ساتھ ساتھ اہم بنیادی اسلامی کتب لٹریچر فراہم کئے جائیں۔

۵۔ زمباوے میں داعیوں اور مبلغوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کرائیں۔ ایسی بھی رپورٹیں اور اشارے مل رہے ہیں کہ وہاں کی اکثریت کے افراد بڑی تعداد میں اسلام لانے کے لئے تیار ہیں اور اسلام لارہے ہیں۔ انھیں ایسے معلم ومربی افراد کی ضرورت ہے جو ان کی اسلام کی طرف راہنمائی کریں۔ اور اسلامی تعلیمات سے واقف کرائیں۔ (الرابطة)

(بقیہ)
دینی ودعوتی دورہ

کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ معاشرہ کی تشکیل وتکمیل تعلیم نسواں کے بغیر ادھوری ہے۔ اس وقت لڑکیوں کا تعلیمی تناسب انتہائی افسوسناک، اور انحطاط کا شکار ہے لہٰذا لڑکیوں کو زیور علم سے آراستہ کیا جائے۔ ان کے علاوہ دیگر اکابر علماء نے اپنے بیانات میں تعلیم نسواں کے فروغ پر زور دیا۔ جلسہ کا اختتام صدر محترم کی دعا پر ہوا۔

(بقیہ)
عزت وشرافت کا واحد راستہ

کو بحال کریں اور مادہ پرستوں کے دلوں میں ایمانی روح پھونکیں، جو روحانی خلا، اخلاقی گراوٹ اور عقائد میں شکوک وشبہات، دلوں میں اضطراب وبے چینی سے دوچار ہیں، یہ ایک خطرناک خلا ہے جس کو مسلمان ہی پُر کرسکتے ہیں لیکن جیسا کہ وہ دوسری اقوام میں اپنے مقام کو پہونچائیں حکومتوں اور سربراہان مملکت کے نزدیک اپنے وزن اور اپنی قیمت کو سمجھیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص اپنی عزت آپ نہیں کرتا دوسرے لوگ بھی اس کی عزت نہیں کرتے، جو خود فراموشی میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس کا اعتراف زمانہ نہیں کرتا۔

محمد طارق ندوی

سوال وجواب

س:۔ امام مصلے کی طرف بڑھ رہا ہے ابھی مصلے پر پہنچا نہیں ہے تو کیا اس وقت اقامت کہنا درست ہے؟

ج:۔ اگر اقامت کہنے والا یہ سمجھ رہا ہے کہ امام صاحب حجرے سے نکل کر مصلے کی جانب نماز پڑھانے جارہے ہیں تو اقامت مصلے پر پہنچنے سے قبل بھی کہنا درست ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ امام صاحب جب مصلے پر کھڑے ہوں تو اسی وقت اقامت شروع کی جائے۔

س:۔ نابالغ لڑکے کی اذان درست ہے یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں اگر نابالغ لڑکا (صبی یعقل یعنی سمجھدار) ہے تو اس کی دی ہوئی اذان درست ہو جائے گی، دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر لڑکا ناسمجھ ہے تو اذان معتبر نہ ہوگی دُہرانا پڑے گی۔

س:۔ ہاتھ یا بدن کے کسی حصہ پر امام صاحب نے اپنا نام گدوایا جیسا کہ ہندو گدواتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں جسم کے کسی حصہ پر نام وغیرہ گدوانا جائز نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے امام نے شرعاً بہت شنیع اور گناہ کے کام کا ارتکاب کیا ہے انھیں توبہ واستغفار کرنا چاہیئے اور آئندہ ایسے افعال سے کلی طور پر احتراز کرنا چاہیئے اور توبہ اور استغفار سے پہلے اس امام کے پیچھے نماز جائز تو ہے مگر مکروہ ہوگی،

س:۔ حالت نماز میں کتنا ستر کا حصہ کھل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی؟

ج:۔ کسی بھی عضو کا چوتھائی حصہ کھل جائے اور ایک رکن کی مدت ادا کرنے تک کھلا رہے تو نماز باطل ہو جائے گی اور یہ اس وقت ہے جب ایک ہی جگہ سے اتنا کھل جائے اور اگر دو جگہ سے تھوڑا تھوڑا کھل جائے تو اگر ایک عضو میں دو جگہ سے کھل جائے تو دونوں کو ملا کر اگر اس عضو کے چوتھائی کے بقدر ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر ایک عضو میں ایک جگہ سے اور دوسرے عضو میں دوسری جگہ سے تھوڑا تھوڑا کھلا رہے تو ان دونوں عضو میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کے اعتبار سے چوتھائی کے بقدر ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

س:۔ بحالت سجدہ پیشانی پر مٹی لگ جائے تو اس کو صاف کرنا چاہیئے یا نہیں؟

ج:۔ پیشانی پر لگی ہوئی مٹی بحالت سجدہ صاف کرنا مکروہ ہے، نماز کے بعد پونچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ صاف کرنا بہتر ہے تاکہ ریا ونمود کا شائبہ نہ رہے۔

س:۔ کیا صبح کی نماز سے پہلے نفل پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے نوافل نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

س:۔ اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کیلئے اپنی جان قربان کردے تو کیا یہ خودکشی ہوگی؟

ج:۔ اگر اپنی آبرو بچانے کے لئے جان دی تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ معاف فرمادیں گے۔

س:۔ سنا ہے کہ جب آدمی مرجائے تو اس کا جنازہ ہلکا ہوگا تو وہ نیکوکار ہوگا اور جس کا جنازہ بھاری ہوگا وہ گنہگار ہوگا؟

ج:۔ یہ خیال غلط ہے، یہ شرعاً معیار نہیں ہے،

س:۔ کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جاسکتی ہے؟

ج:۔ ہاں! دی جاسکتی ہے۔

دُعائے مغفرت

- دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم عبدالرحیم حسن بوکرن (راجستھان) کی والدہ محترمہ کا ۹ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۴ اپریل ۲۰۰۱ء کو انتقال ہوگیا۔
- جامعہ امداد العلوم وڈالی ضلع سابرکانٹھا گجرات کے شیخ الحدیث مولانا قاری عبدالستار صاحب اسلامپوری کے بڑے بھائی یوسف صاحب کا ۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء کو سفر حج سے واپسی کے موقع پر ہوائی جہاز میں انتقال ہوگیا۔ موصوف کو دُبئی میں دفن کیا گیا۔
- رانی پور دھوبی بہار کی باوقار شخصیت الحاج عبدالوحید صاحب ۱۵ اپریل ۲۰۰۱ء کو انتقال فرماگئے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ نماز جنازہ مرحوم کے چھوٹے فرزند قاری حفظ الرحمن ندوی نے پڑھائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے قارئین تعمیر حیات سے ایصال ثواب ودعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دون پریس کلب دہرہ دون میں

جلسۂ پیامِ انسانیت

عبدالرّب

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی صدارت میں پیام انسانیت کا یہ جلسہ شہر قاضی مولانا محمد احمد صاحب مولوی رسال الدین حقانی ندوی، قاری عبدالصمد صاحب اور دیگر معزز حضرات کی پیہم کوششوں سے دون پریس کلب میں ۳۱ مارچ کو منعقد ہوا، جس میں شہر کے مختلف مذاہب کے معزز حضرات اور عوام وخواص کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

صدر جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین پر پیدا کیا پھر ان میں جو فرق رکھا اس کو متعارف کرانے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

بھائیو! ہم سب برابر بھائی بھائی ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر فرمایا تھا کہ اے لوگو تم سب بھائی بھائی ہو کالا ہو یا گورا ہو کہیں کا بھی رہنے والا ہو، تم سب آدم کی اولاد ہو آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اس طرح ہم سب برابر ہیں۔

آج ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اپنے مال کی محبت میں اغراض کی محبت میں تمام رشتے بھول جاتے ہیں، انسانیت کی حدود کو توڑ دیتے ہیں ہم پر جو دوسرے کا حق ہوتا ہے وہ بھول جاتے ہیں۔ یہ خود غرضی وہ چیز ہے جس کی کوئی حد نہیں ہوتی یہ تمام حقوق کو بھائی چارگی اور پریم و پیار کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔

آج دفتروں میں بازاروں میں، ہسپتالوں میں ہر جگہ رشوت عام ہے۔ بغیر رشوت کے کوئی کام نہیں ہوتا چاہے کوئی کتنا ہی پریشان ہو مصیبت زدہ ہو، بیمار ہو، پہلے رشوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر یہ چیز بڑھتی گئی تو انسان جانور کی طرح ہو جائے گا۔ جانوروں کو اپنے پیٹ سے مطلب ہوتا ہے اپنے چارہ سے مطلب ہوتا ہے کسی کی حق تلفی اور نفع و نقصان سے لئے کوئی مطلب نہیں۔

ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے ہمدردی کرنی چاہئے۔ انگریزی سامراجیت کو ہم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ انھوں نے ہندوستانیوں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان سے کام لیتے پھر آخر میں لوٹ کر چلے گئے۔ انھیں محبت و بھائی چارگی سے اخوت و ہمدردی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

امام ابو حنیفہؒ کے پڑوس میں ایک یہودی تھا۔ اس کو کسی بنا پر گرفتار کر لیا گیا امام صاحب کو جب یہ خبر ہوئی تو بغیر کسی تاخیر کے اس کو چھڑا کر لے آئے۔ قرآن شریف میں بلکہ ہر مذہب میں آپسی ہمدردی، بھائی چارہ، ایک دوسرے کے حق کو ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے،

اور پھر یہ ملک جمہوری ملک ہے جمہوریت کا مطلب ہی یہ ہے کہ سب کے حقوق ادا ہوں یہاں تو انسانیت سب سے زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن افسوس! آج ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں ہسپتالوں میں دفاتر میں کیا ہو رہا ہے رشوت کے بغیر چارہ نہیں حتیٰ کہ سیاست میں بھی یہ چیز داخل ہو گئی ہے،

یاد رکھئے! جب ہوس بڑھتی ہے تو نفرت بڑھتی ہے۔ بھائی بھائی کی جیب کاٹنے لگتا ہے، چوری ڈکیتی عام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ ڈاکٹر آدھے آپریشن چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور من مانی فیس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یاد رکھئے! ملک پتھروں کا نام نہیں ہے دفاتر کا نام نہیں ہے، ملک نام ہے انسانوں کا کوئی شریف انسان کرپشن میں نہیں رہ سکتا وہ حقیقی شرافت و عزت کی زندگی جینا چاہتا ہے۔ آج لوگ جھوٹی عزت کیلئے لڑتے ہیں۔

کوئی کتنا ہی پریشان ہو مرض سے تڑپ رہا ہو ظلم سے کراہ رہا ہو، ایکسیڈنٹ سے تڑپ رہا ہو مخدوش دیکھ کر اس کی کوئی ہمدردی نہیں کرتا۔ کہیں ہم سے پوچھ نہ ہو۔ یا ہم سے بیجا تفصیلات نہ معلوم کی جائیں یہ نظام کی خرابی اور انسانیت کی کمی کی بات ہے۔

انسان سماج کی صورت میں رہتا ہے۔ وہ تنہا نہیں رہ سکتا۔ وہ مجبور ہے اکٹھا رہنے پر

چونکہ انسانوں سے ایک دوسرے کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں۔

باہر کے ممالک ایک دوسرے کے تعاون سے چل رہے ہیں۔ افریقہ اس کے خلاف ہے اس لئے وہاں کا چین وسکون ختم ہو کر رہ گیا۔ یہی بات یہاں بھی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ باجپئی جی سے کہتے رہے ملک تباہی کے راستہ پر جا رہا ہے اس کو بچانے کی فکر کیجئے، خود غرضی انسان کو وہاں تک پہونچا دیتی ہے جہاں تک اس کا پہونچنا اس کو حدودِ انسانیت سے باہر کر دیتا ہے، حضرت مولاناؒ نے نرسمہا راؤ جی سے اسی انداز کی باتیں کی تھیں۔ انسانیت جاگ جائے گی تو ملک مثالی ہو جائے گا۔ ابھی یہاں ایسے لوگ ہیں جو ملک کو سنبھال سکتے ہیں۔ یہ سب کا مشترک مسئلہ ہے، اور جو لوگ نفس پرستی کا شکار ہیں ان کو روکنے کی ضرورت ہے، حضرت کا یہ پیغام باقی رہنا چاہیئے۔

ادارۃ الشباب الاسلامی دہرہ دون کے صدر جناب مولانا عبداللہ صاحب حسنی ندوی نے عوام کو خطاب کرتے ہوئے کہا! آج ہمارے سامنے بہت سارے مسائل ہیں۔ ہمارے ملک میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے، کمی ہے تو بس انسانیت کی، ہمارے ملک میں انسانیت سو گئی ہے مری نہیں ہے۔ اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کو جگانے کے لئے جو کچھ بھی کرنا پڑے کرنا ہوگا۔

انسان بنانے والے کے سندیش کو صحیح طور پر سمجھنا ہوگا۔ ہم سب آدم و حوّا کی اولاد ہیں۔ سب بھائی بھائی ہیں، ہمارے درمیان اُنس ہونا چاہیئے۔ ایک دوسرے سے محبت ہونی چاہیئے ایک دوسرے کے کام آنا چاہیئے۔

افسوس! آج کسی آفس میں جائیے کہیں بھی جائیے وہاں انسانیت نہیں دیکھی جاتی بلکہ وہاں روپئے دیکھ کر کام کیا جاتا ہے۔ مزید کہا کہ:

آج ٹی وی کے ذریعہ فسادات دکھائے جاتے ہیں۔ لیکن مانوتا اور مانوتا کا سندیش نشر نہیں کیا جاتا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ملک کو اگر باقی رکھنا ہے تو محبت و بھائی چارگی آپس میں پریم و پیار کا چراغ روشن کرنا ہوگا۔

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری نے اپنے پیغام میں کہا: ملک کی آزادی کے بعد تین بنیادوں پر ملک کی تعمیر ہوئی، سیکولر ڈیموکریسی۔ عدم تشدد۔ یہ تینوں چیزیں انسانیت کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق دریاؤں، پہاڑوں، چاند سورج سے نہیں ہے۔

ایک موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ نے آپ کی حالت دیکھ کر فرمایا تھا: كلا والله ما يخزيك الله ابدا إنك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق.

اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا رسوا نہیں کرے گا کیوں؟

اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں بھائی چارگی کو عام کرنے والے ہیں دوسروں کے کام آتے ہیں، کمزوروں کا ساتھ دیتے ہیں، مہمانوں کی مہمانی کرتے ہیں، لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

آپؐ نے اپنے ایک سندیش میں کہا تھا: الراحمون يرحمهم الرحمٰن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔

اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا:

جیسے آپ کے اس صوبہ اترانچل سے گنگا جمنا ٹھاٹیں مارتے ہوئے وادیوں کو شہروں کو گاؤں والوں کو بلاتفریق اونچ نیچ سب کو سیراب کرتے ہوئے بہتا چلا جاتا ہے اسی طرح ہمارے اندر ایسی انسانیت ہونی چاہیئے

گورنر کا پیغام

پیام انسانیت کے اس پروگرام میں صوبہ اترانچل کے گورنر سرجیت سنگھ برنالا کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مگر وہ اپنی غیر معمولی مصروفیت کی بنا پر نہ آسکے۔ انھوں نے جلسہ کے کارکنان کو مبارکباد دیتے ہوئے عوام کے نام اپنے پیغام میں کہا!

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے قائم کردہ پیام انسانیت فورم کے زیر اہتمام شہر قاضی دہرہ دون جناب مولانا محمد احمد صاحب قاسمی کی پیہم کوششوں سے دون پریس کلب میں ۳۱ مارچ ۲۰۱۱ء کو تحریک پیام انسانیت کا ایک خصوصی پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے، مجھے افسوس ہے کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام میں غیر معمولی مصروفیت کے سبب اس پروگرام میں شرکت نہیں کر سکا۔

Surjit Singh Barnala
Governor, Uttaranchal

RAJ BHAWAN
Dehradun-248 003
20.3.2001

پیغام

مجھے یہ جان کر بیحد مسرت ہوئی کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کے نام کردہ پیام انسانیت فورم کے زیر اہتمام شہر قاضی دہرہ دون جناب مولانا محمد احمد قاسمی کی بیحد کوششوں سے ۲۰۰ ن پریس کلب میں ۲۱ مارچ ۲۰۰۱ کو تحریک پیام انسانیت کا ایک خصوصی پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام میں غیر معمولی مصروفیت کے سبب سے میں اس پروگرام میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔

دنیا کے تمام مذاہب میں انسانیت کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔ جس جذبۂ انسانیت کو زندہ رکھنا ہے اور مستحکم کرنا ہے۔ حضرت مولانا علی میاں نے اس سلسلہ میں ٹھیک ہی کہا ہے کہ "آج بھی انسانیت مری نہیں ہے۔ سوئی ہوئی ہے۔ آئیے ہم آپ سب مل کر سوئی ہوئی انسانیت کو جگائیں۔ پہلے اپنے اندر جگائیں۔ پھر باہر جگائیں۔"

مجھے قوی امید ہے کہ تحریک پیام انسانیت کا جلسہ جس اعلیٰ مقصد کو لیکر منعقد کیا جا رہا ہے۔ اس میں پوری کامیابی حاصل ہوگی اور لوگوں کو سچا اور اچھا انسان بننے کی تحریک ملے گی۔ اس جلسہ کی کامیابی کے لئے میں اپنی طرف سے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔

سرجیت سنگھ برنالا

دنیا کے تمام مذاہب میں انسانیت کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے جس جذبۂ انسانیت کو زندہ اور مستحکم رکھنا ہے، حضرت مولانا علی میاںؒ نے اس سلسلہ میں ٹھیک ہی کہا ہے کہ آج بھی انسانیت مری نہیں ہے سوئی ہوئی ہے، آیئے ہم اور آپ سب مل کر سوئی ہوئی انسانیت کو جگائیں۔ پہلے اپنے اندر پھر باہر جگائیں۔

مجھے قوی امید ہے کہ تحریک پیام انسانیت کا جلسہ جس اعلیٰ مقصد کو لیکر منعقد کیا جا رہا ہے اس میں پوری کامیابی حاصل ہوگی۔ اور لوگوں کو سچا اور اچھا انسان بننے کی تحریک ملے گی۔ اس جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔

بیت العلوم ہریانہ میں خطاب

صوبہ ہریانہ کے تاریخی و مشہور ادارہ جامعہ بیت العلوم بیلی مزرعہ ینا نگر ہریانہ میں بتاریخ یکم اپریل ۲۰۰۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی کی معیت میں ایک وفد جامعہ ھٰذا میں پہونچا۔ ابتداءً شعبۂ کمپیوٹر کا معائنہ کرنے کے بعد جلسہ گاہ میں حاضر ہو کر جامعہ کے طلباء کا مختصر سا پروگرام سنا اور پھر حضرت ناظم صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ہمارے یہ ادارے جیسے جامعہ اسلامیہ بیت العلوم ہے اللہ نے مولانا محمد الیاس صاحب کو توفیق دی ہے کہ انھوں نے اس بات کی کوشش فرمائی کہ مسلمانوں کی یہ نئی نسل ایمان کے ساتھ اور رضائے الٰہی کی تڑپ کے ساتھ اور علوم دینیہ سے واقفیت کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ سے بھی آراستہ ہو سکے۔ جو امت کی رہنمائی کا کام انجام دے سکے، حقیقی بات یہ ہے کہ علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد علوم دینیہ کی خدمات آدمی رضا کارانہ طور پر کرے اور بقدر ضرورت اس سے فائدہ اٹھائے، لیکن اگر پہلے ہی سے یہ طے کرے کہ ہم اس کو اپنے معاش کا ذریعہ بنائیں گے تو یہ قطعاً صحیح نہیں ہے، معاش کا ذریعہ اگر کوئی دوسرا اختیار کرنے تو یہ بہتر ہے۔ اور یہ بات خوش آئند ہے کہ طلباء کو ایسی صنعت وغیرہ سکھا دی جائے جس کو وہ دنیاوی معاملات کے لئے استعمال کر سکیں اور علوم دینیہ صرف اور صرف دعوت کیلئے، تربیت کے لئے، اور تعلیمی کاموں کیلئے استعمال کریں، تو یہ بالکل صحیح استعمال ہوگا۔

عزیزو! آپ کو مبارک ہو کہ آپ علوم دینیہ بھی حاصل کر رہے ہیں اور ہنر بھی سیکھ رہے ہیں جہاں تک ہنر کا تعلق ہے تو اس سے آپ اپنی زندگی کو خوشگوار اور باعزت گذار سکیں گے۔ اور علوم دینیہ کے ذریعہ آخرت کی زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔

منتخب عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پچھلے دس سال میں امریکی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلمان طلبا، اور طالبات کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ اب بھی ان کی تعداد کل تعداد کا بمشکل ایک فیصد ہے امریکی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پوری دنیا سے مسلمان طلبہ و طالبات آرہے ہیں، ان میں ایک تعداد افریقی امریکیوں کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق جتنی تیزی سے مسلمان طلبہ و طالبات کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، کسی دوسرے مذہبی گروپ کا نہیں ہو رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مسلمان طلبہ و طالبات جمعہ کی نماز کے وقت کلاسوں سے غیر حاضر ہونے کی خصوصی اجازت طلب کرتے ہیں۔ ان کے ہاسٹلوں میں رمضان کے دوران انہیں افطار و سحر کے لئے خصوصی کھانے کا اہتمام کرکے دیا جاتا ہے۔ اور ہاسٹلوں کی انتظامیہ اس کام میں تعاون کرتی ہے درجنوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پہلی دفعہ جز وقتی امام ملازم رکھے گئے ہیں جو مسلمان طلبہ کو امامت کراتے ہیں، ۵۰ کالجوں میں ہاسٹلوں کے اندر نماز باجماعت کیلئے پہلی دفعہ کمرے یا برآمدے مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ ایم۔ آئی۔ ٹی یونیورسٹی میں نماز کیلئے جو جگہ مخصوص کی گئی ہے اس میں ایسے بیسن (BASIN) اب نصب کئے گئے ہیں جن پر کھڑے ہو کر وضو کرنا آسان ہو خاص طور سے پاؤں دھونے میں دقت نہ ہو۔ اس سے پہلے اس شکل کے (BASINS) کا کوئی تصور وہاں موجود نہ تھا اور جب مسلمان طلبہ طالبات وضو کرتے ہوئے اپنے پاؤں (BASINS) پر دھوتے تھے تو دوسرے طلبہ و طالبات اعتراض کرتے تھے۔ نیو ہمپشائر میں ہینوور کے مقام پر "ڈارٹ ماؤتھ" کالج میں ایک الگ ڈائننگ ہال بنایا گیا ہے جہاں مکمل طور پر حلال کھانا دیا جائیگا واشنگٹن کی ہارورڈ یونیورسٹی کے طالب علم الطاف حسین نے جو امریکہ کی مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں اخبار کو بتایا کہ مسلمان طلبہ طالبات اپنے جائز مطالبات منوانے اور مذہبی تقاضوں کی تکمیل کے لئے سہولتیں طلب کرنے کی کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔ الطاف حسین نے بتایا کہ ہماری تنظیم کی ۵۰۰ برانچیں پورے امریکہ میں کھل چکی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کے بعض اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ، بدھ مذہب کے پیرو کار زرتشتی طلبہ و طالبات کے درمیان عمل و تعامل کا ایک نیا تعلق ان تعلیمی اداروں میں قائم ہو رہا ہے اور ان میں ایسی سوسائٹیاں قائم ہو رہی ہیں جہاں کثیر المذاہب اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ اور طلبہ و طالبات اپنے اپنے مذہبی تصورات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں اور اس عمل کے نتیجے میں ان کے درمیان مفاہمت اور خوشگوار تعلقات قائم ہو رہے ہیں۔

● مصر کے جامع ازہر میں اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا انسائیکلوپیڈیا تیار کیا ہے۔

اس انسائیکلوپیڈیا میں ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد احادیث موجود ہیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا کو کئی جلدوں میں جاری کیا گیا...... اور ہر جلد ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہے، اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کو بیک وقت دو زبانوں عربی اور فارسی میں جاری کیا گیا ہے، اس کام کی نگرانی سنت اور سیرت کمیٹی کر رہی ہے۔

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۳۴۴۴۵
محمد لیٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج یوپی — آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مطالعہ میز

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : تدبر حدیث
مؤلف : مولانا سید محمد لقمان اعظمی ندوی
مترجم : مولانا شمس الحق ندوی
صفحات: ۲۰۸، سائز $\frac{۲۲×۱۸}{۸}$، خوبصورت ٹائٹل بہترین کمپوزنگ، عمدہ کاغذ قیمت -/۱۲۵ روپئے
ملنے کا پتہ :- مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز ڈی، ۳۰۷ دعوت نگر ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

صحابہ کرامؓ اور محدثین عظامؒ نے علم حدیث کی جو گرانقدر خدمت انجام دی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال واقعات امت تک پہونچانے میں کارہائے نمایاں انجام دے کر مسلمانوں پر جو احسان کیا ہے وہ کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کی تعمیر وتشکیل کے لئے جن اعلیٰ اخلاقی قدروں اور اصولوں اور مبادیات پر مشتمل احکام عطا فرمائے ہیں، محدثین اور علمائے دین ہر دور میں ان کو اپنی نسلوں کے سامنے پیش کرتے رہے اور آج بھی نئی نسل کے دل ودماغ میں دینی، اخلاقی اور تربیتی اصولوں کو راسخ کرنے کی ضرورت موجودہ دور کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔

مولانا محمد لقمان اعظمی ندوی نے اسی ضرورت کے پیش نظر "تدبر حدیث" (دراسات فی الحدیث) میں ایسی چالیس احادیث کی شرح کی خدمت انجام دے کر اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچے[1] جن سے اسلامی معاشرے کی تعمیر وتشکیل میں رہنمائی ملتی ہے جو بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ، البیہقی فی شعب الایمان، مسند احمد، دارمی، شرح السنہ سے منقول ہیں۔

ان احادیث کی شرح میں انھوں نے ائمہ سلف کی آراء کی کتابوں سے روشنی حاصل کی ہے، مزید تفصیلات بھی پیش کی ہیں تاکہ حدیث نبویؐ کے اندر جو حقائق اور معانی پنہاں ہیں وہ جدید اسلوب میں نوجوانوں کے ذہنوں میں اتارے جائیں۔ یہ کتاب ان چالیس احادیث پر مشتمل ہے جن کے جلی عنوانات یہ ہیں:—

● انسانی اعمال پر نیت کے اثرات ● ایمان کی حقیقت ● اخلاق ● اجتماعی زندگی کے اصول وآداب ● انسانی حقوق کی اہمیت ● اسلام میں انسانی جدوجہد اور مال کا درجہ ● ذمہ داری امانت کی اہمیت ● عدل وانصاف ● علم اور عمل صالح ● عمل صالح کی فضیلت ● خوف خدا اور فکر آخرت وغیرہم

مذکورہ عنوانات کے تحت جو حدیثیں پیش کی گئی ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے عہد نبوی کی سماجی زندگی کی تصویر سامنے آتی ہے اور فضائل ومکارم اخلاق سے محبت اور شرور ورذائل سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ہر حدیث کی شرح ان کے معانی و مضامین اور فکری گوشوں کو اجاگر کرکے ان کے عام مفہوم کی وضاحت کے بعد فقہی احکام کو اجمالی اور عام فہم انداز میں بیان کردیا گیا ہے۔ جس سے کتاب کا تربیتی پہلو ابھر کر سامنے آگیا ہے۔

دراصل تدبر حدیث مولانا سید محمد لقمان اعظمیؒ ندوی کی عربی کتاب "دراسات فی الحدیث" کا اردو ترجمہ ہے، اس کا پہلا حصہ نومبر ۱۹۹۶ء میں شائع ہوچکا ہے، جس میں کتاب کی صحیح اور حقیقی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ اس سے یہ بات بھی صاف اور واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قرآن و حدیث ہی اسلام کی اصل اساس وبنیاد ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی سرمو انحراف و بے نیازی سراسر گمراہی ہے، زیر نظر کتاب مولانا اعظمی کے اسی سلسلہ "دراسات فی الحدیث" کا دوسرا حصہ ہے جس کا سلیس اردو ترجمہ مولانا شمس الحق ندوی ایڈیٹر "تعمیر حیات" دارالعلوم ندوۃ العلماء نے عام فہم اور دلکش انداز میں کرکے بالاقساط "تعمیر حیات" میں شائع کیا جس میں بڑے سوز اور دردمندی کے ساتھ تعلیم وتربیت تزکیۂ نفس، اصلاح معاشرہ اور اصلاح حال کے پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے اجمالی حالات درج کئے گئے ہیں جنھوں نے یہ حدیثیں روایت کی ہیں اور جن کی زندگیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی تعلیم و

(باقی صـ۱۲ـ پر)

[1] افسوس کہ مولانا موصوف کا انتقال ہر جنوری ۲۰۰۱ء کو اس وقت ہوا جبکہ کتاب زیر طبع تھی۔ اور وہ کتاب کو دیکھ نہ سکے۔

تعلیم سے انسان انسان بنتا ہے

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کا ایک دینی ودعوتی دورہ

نمائندہ : تعمیر حیات

ادارۃ الشباب الاسلامی کے جلسے سے خطاب

صوبہ اترانچل میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ ادارۃ الشباب الاسلامی جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کی سرپرستی میں پانچ سال قبل وجود میں آیا تھا جس نے بہت قلیل مدت میں اپنے حسن انتظام واعلیٰ تعلیمی معیار کی بناء پر غیر معمولی ترقی حاصل کرلی ہے۔

ادارۃ الشباب الاسلامی کا پہلا پنج سالہ جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی صدارت میں ۴ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کو منعقد ہوا، جس میں دہرہ دون کے گردونواح، سہارنپور اور جھنجھل پور کے علماء کرام کے علاوہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے حضرات اساتذہ کرام مولانا عبداللہ حسنی ندوی، مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری، حاجی عبدالرزاق صاحب اور مولانا شبیر احمد ندوی بھی شریک ہوئے

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر ادارۃ الشباب الاسلامی کے طلباء نے تعلیمی پروگرام پیش کیا اس کے بعد مہتمم ادارۃ الشباب الاسلامی جناب رسال الدین احمد حقانی ندوی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔

پھر اخیر میں صدر جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے علم دین کی اہمیت وافادیت پر بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

تعلیم انسان کی خصوصیت ہے، تعلیم سے انسان انسان بنتا ہے، تعلیم کے بغیر انسان کی حیثیت ایک جانور کی سی ہوتی ہے۔

مولانا نے فرمایا آج کی سب سے اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ تمام مسلمان اپنی اولاد کے بارے میں فکر کریں تاکہ ان کی اولاد بھی آگے چل کر دین حنیف پر باقی رہ سکے۔

مولانا محمد خالد صاحب ندوی نے اپنی تقریر میں عوام وخواص کو دینی تعلیم کی روشنی میں اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے اور شرک بدعت سے اجتناب کرنے پر زور دیا۔ اور آئندہ نسل کی دینی تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔

ادارہ کے سرپرست مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے کارکنان کو اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور تعلیم وتربیت کو مزید معیاری بنانے کی تلقین کی۔

افتتاح جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات

۱۳ر مارچ سنہ ۲۰۰۱ء کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ مظفرآباد ضلع سہارنپور تشریف لائے۔ اس کے بعد مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت چلنے والے "جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات" کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مدارس اسلامیہ مراکز دینیہ کے قیام کو وقت کا اہم فریضہ قرار دیا اور مرکز کے قیام پر شکرگذاری اور اس کو اللہ کی نعمت سمجھنے کی تلقین کی اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں مرکز کی مقبولیت کی دعا فرمائی اور مرکز کی مرکزی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی، مولانا محمد کلیم صدیقی کے علاوہ دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔

ادارۃ الصدیق بہٹ کا سنگ بنیاد اور جلسۂ عام

۳۱ر مارچ سنہ ۲۰۰۱ء کو ادارۃ الصدیق کے سنگ بنیاد کے موقع پر قصبہ بہٹ ضلع سہارنپور میں ایک اہم دینی تعلیمی اجتماع منعقد ہوا جس کی صدارت ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی نے فرمائی اس اجلاس میں ملک کے ممتاز علماء اور دینی وعصری تعلیم گاہوں کے ذمہ داران نے شرکت فرماکر ادارۃ الصدیق کے قیام کی پرزور تائید کی جس کا قیام مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کی سرپرستی اور مولانا عظمت اللہ قاسمی اور مولوی عزیز اللہ ندوی کی پیہم کوششوں کے نتیجہ میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی تہذیب وثقافت کے لئے عمل میں آیا۔

اجلاس میں شریک مردوں اور عورتوں کے کثیر مجمع کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے فرمایا۔ کہ دینی مدارس بڑی اہمیت کے حامل ہیں، یہ برائیوں کو ختم کرنے میں کلیدی کردار ادا کررہے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیئے۔

ادارۃ الصدیق بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ امت کا ہر فرد تعلیم یافتہ اور کم از کم بنیادی معلومات سے بہرہ ور ہو تاکہ ان کا ایمان واسلام اور وحدانیت کا صحیح عقیدہ محفوظ رہ سکے اس کے تئیں ہم میں سے ہر ایک فرد کو کوشش کرنا ہے۔

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے خواتین

(باقی صـ۳۰ـ پر)

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

نذیر الحفیظ ندوی

ڈینیل ٹیس اور کیرتس اپنے کروڑ پتی خاندانوں کے اکلوتے فرزند ہیں ایک کی عمر بارہ، دوسرے کی تیرہ سال ہے، لیکن دونوں جرائم کی دنیا میں بڑے بڑے شاطر اور گھاگ مجرموں اور پیشہ ور قاتلوں کے بھی کان کاٹتے ہیں۔ ان کے خوشحال والدین نے لاکھوں ڈالر اپنے فرزند پر خرچ کر دیئے کہ وہ سدھر جائیں، ماہر نفسیات اور ماہرین تعلیم اور چوٹی کے مسیحی مبلغوں سے بھی انھوں نے مدد لی کہ وہ سنبھل جائیں لیکن بے سود۔ کسی نے ایک اسلامی مدرسہ کی نشاندہی کی۔ غرض مند مجنوں ہوتا ہے۔ والدین نے مجبور ہوکر اس اسلامی مدرسہ سے رجوع کیا اور اپنے اپنے بچوں کا سارا کچا چٹھا مدرسہ کے مربی عبدالباقی کے سامنے رکھ دیا اور پچاس پچاس ہزار ڈالر بھی۔ یہ ڈالر تو عبدالباقی نے واپس کر دیئے۔ البتہ دونوں لڑکوں کو رکھ لیا۔ پہلے ہی دن ان مدرسہ کے لڑکوں کے ساتھ مار پیٹ کے گیارہ واقعات پیش آئے۔ باوجودیکہ دونوں لڑکوں نے کسی بھی حکم کو ماننے سے قطعی انکار کر دیا تھا لیکن عبدالباقی مایوس نہیں ہوئے۔ انھوں نے شفقت و محبت کا ایسا معاملہ کیا کہ تیسرے ہی دن یہ لوہا موم ہوگیا، چوتھے دن نمازوں میں شریک ہونے لگا۔ اور ایک ماہ میں پانچ پارے قرآن مجید یاد کرکے سنادیے۔ تین ماہ کے بعد دونوں کروڑ پتی خاندانوں نے اسلام کے مدرسہ میں یہ کہکر ہمیشہ کیلئے داخلہ لے لیا کہ جس مذہب نے ہمارے بچوں کو انسان بنایا ہم بھی اس کو قبول کرتے ہیں۔ (۶)

استاد عبدالباقی بتاتے ہیں کہ صرف دو سال کی مدت میں سولہ مسیحی خاندانوں نے اسلام قبول کر لیا کہ ان کے فرزندوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ عبدالباقی کے بقول امریکہ میں قائم اسلامی مدارس دعوت کے میدان میں ایسا کام کر رہے ہیں جس کے دوررس اثرات ہوں گے، امریکی بچوں کے سرپرستوں نے بڑی صفائی سے امریکی نظام تعلیم و تربیت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان اسلامی مدارس کی قدر کرتے ہیں جہاں انسانوں کو نئے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے انھیں جنسیات کی تعلیم نہیں دی جاتی اور نہ ہی انہیں جرائم سکھائے جاتے ہیں عبدالباقی کی رپورٹ کے مطابق امریکی معاشرہ میں اخلاقی فساد کے عام ہونے کے باوجود اب بھی ایسے خاندان اور افراد موجود ہیں جو شراب شباب کے قریب نہیں جاتے، جن کی روحیں بے چین اور مضطرب قلب سکون کے متلاشی ہیں۔ ٹی وی پر روحانی پروگراموں کی غیر معمولی مقبولیت نے مغربی معاشرہ کے افلاس کو پہلے سے کہیں زیادہ نمایاں کر دیا ہے۔ اسلام سے بغض و کراہیت کے سوتے اب خشک ہونے لگے ہیں۔ اب مسیحی خاندان اپنے مسخ شدہ مذہب اور گرجا کی کمزور گرفت سے آزاد ہوکر اسلام کے قریب آرہے ہیں۔ اسلامی مدارس جو اصلاً مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے لئے قائم کئے گئے ہیں وہ اسلامی دعوت غیر مسلموں میں پھیلانے کا ذریعہ بن رہے ہیں (۱)

ان سطور کا راقم قیام قاہرہ کے زمانہ میں (۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۲ء) ایک گمنام داعی الی اللہ انجینئر محمد توفیق کی دعوتی سرگرمیوں کا تذکرہ کئی بار سن چکا تھا، مصر کے ساحلی شہر اسکندریہ صرف اس مقصد سے جانا ہوا کہ اللہ کے اس بندے کو دیکھا جائے جو گھر بیٹھے ہوئے ہزاروں میل دور جیل میں محبوس مجرموں کو اسلام کے دائرے میں لانے میں بڑی خاموشی سے مشغول ہے۔ انجینئر صاحب نے بتایا کہ وہ امام حسن البنا کے فیض یافتہ ہیں۔ مزید تعلیم کیلئے امریکہ گئے تو دعوتی جذبہ موجزن تھا۔ امریکی معاشرہ کے مختلف طبقات سے ملنے سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے چشمۂ حیواں کی تلاش میں بہت سے آہوانِ صحرا سرگرداں ہیں۔ کوئی ان کو سوئے حرم لے جانے والا نہیں۔ امریکی جیلوں میں دعوتی مقاصد سے جانا ہوا۔ تھوڑی سی محنت کے بڑے حوصلہ افزا نتائج نکلے۔ ہم نے امریکہ کے زمانہ قیام میں مختلف جیلوں میں کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مصر واپسی کے بعد ان سے خط و کتابت جاری رہی، ہم نے بذریعہ ڈاک مراسلاتی کورس کی طرح قیدیوں کی ذہنی تربیت کا کام جاری رکھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ دو تین ماہ کے اندر ہی یہ قیدی اسلام قبول کر لیتے، اسلام قبول کرنے والے ہمیں نئے قیدیوں کے نام اور ان کے جرائم کی نوعیت اور سزا کے بارے میں تفصیلی معلومات ارسال کرتے اور خود بھی داعی کا کردار ادا کرنے لگتے۔ اکثر جیل کے نگراں ہم کو مطلع کرتے اور مدد کی درخواست کرتے خصوصاً ان مجرموں کے بارے میں جو جیل کے نظام کے لئے مسئلہ بن جاتے، ہم ایسے تمام قیدیوں کو بڑی حکمت سے ذاتی خطوط لکھتے اور اسلام کا تعارف کراتے، مزید کتابوں کا مطالبہ کرتے تو بجائے کتاب بھیجنے کے خطوط ہی کے ذریعہ ان کی ذہنی تربیت کرتے جب جیل کے حکام ان قیدیوں کو نیک چلنی کی وجہ سے رہا کرتے تو ہم امریکہ میں مقیم اپنے دوستوں کو ان نومسلموں کے بارے میں مطلع کرکے ان سے ان کی سرپرستی کی درخواست کرتے۔ انجینئر صاحب نے بہت اصرار کے بعد بتایا کہ اب تک ڈیڑھ لاکھ قیدی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں۔ انجینئر صاحب نے تاکید کی کہ اس واقعہ کو شائع نہ کریں، ان کی زندگی تک تو ہم نے ان کے حکم کی تعمیل کی چند سال قبل ان کی وفات ہو چکی ہے۔ جون ۱۹۷۹ء میں ہماری یہ گفتگو ہوئی تھی باوثوق ذرائع کے مطابق انجینئر صاحب کی وفات تک امریکی جیلوں میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد دو لاکھ بیس ہزار ہو چکی تھی۔ دوسرے ذرائع سے بھی اس کی تصدیق ہو چکی ہے۔ امریکی جیل کے متعلق ایک سرکاری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بیس سال کے اندر پانچ لاکھ قیدیوں کے حالات میں سدھار ہونے کے بعد انھیں معافی دیدی گئی اور باعزت زندگی گذارنے کے لئے ان کو مالی مدد فراہم کی گئی اس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قیدیوں کی اصلاح کیلئے مسلمان عالموں کی جد و جہد سے بہت سے مسائل حل ہو گئے، اس لئے انتظامیہ انہیں مزید سہولتیں فراہم کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے (۱)

(جاری)

---

(۱) ہمارے ملک میں بعض مقامات پر ایسے مدارس میں غیر مسلم بچوں کے داخلہ سے بڑے حوصلہ افزا نتائج نکل رہے ہیں۔

(۱) انجینئر توفیق کی طرح اللہ کے بہت سے گمنام بندے فرانس، برطانیہ، اور دوسرے یورپی ملکوں میں اس مبارک کام میں بغیر کسی پروپیگنڈے کے مشغول ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہ کام ہو رہا ہے مگر انتہائی محدود پیمانے پر۔

زندگی کی روح

اکبر الٰہ آبادی

سب جانتے ہیں علم سے ہے زندگی کی روح
بے علم ہے اگر تو وہ انساں ہے ناتمام
بے علم بے ہنر ہے جو دنیا میں کوئی قوم
نیچر کا اقتضا ہے رہے بن کے وہ غلام
تعلیم اگر نہیں ہے زمانے کے حسب حال
پھر کیا امید دولت و آرام و احترام

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیر حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852
۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

(بقیہ)
درسِ حدیث

اللہ تعالیٰ کے اس قول میں سنایا گیا۔
إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں۔

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی کہ آپ کے حسن سیرت کو تعلیم کے طریقوں میں نہ شمار کیا جائے۔ آپ سے بڑھ کر کس معلم نے انسانیت پر اثر ڈالا ہے۔ اور اس کے دین و شریعت کو رنگ و زبان کے اختلاف کے باوجود قبول کیا ہے اور اس کو اپنی زندگی کے تمام حالات و معاملات میں اس کو آئیڈیل و نمونہ بنایا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

موقع و مناسبت کے اعتبار سے آپ کے طریقۂ تعلیم و تربیت کے یہ کچھ نمونے پیش کئے گئے ورنہ کتب احادیث میں اس کے اور بہت سے نمونے موجود ہیں۔

(بقیہ) علمائے سلف کی جرأت حق گوئی

لے گئے ان سے پہلے ابن ابی حنیفہؒ، احمد بن یونسؒ اور ابوغسانؒ وغیرہ پہونچ چکے تھے، والی نے سب سے ابن ابی حنیفہؒ سے اقرار کرنے کیلئے کہا۔ انھوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی پھر اس نے ابونعیم کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "دیکھو انھوں نے (یعنی ابن ابی حنیفہؒ نے) بھی اقرار عقیدہ کر لیا ہے۔ یہ سن کر حافظ ابونعیم نے بڑی بے باکی کے ساتھ فرمایا کہ۔ "میں نے کوفہ میں کم و بیش سات سو شیوخ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" (قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہے) اور یہی میرا بھی عقیدہ ہے خواہ میری گردن سر سے جدا کر دی جائے میں اس عقیدہ سے باز نہیں آسکتا۔"

استدراک

(مولانا) عبد اللہ عباس ندوی

۱۰ر اپریل سنہ ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں میرا ایک تبصرہ جناب اظہر غوری کے کلام "مضراب" و "خار و گل" پر شائع ہوا تھا، اس میں میں نے ابن الفرضی کو ابن الفارض سمجھ کر کاتب یا شاعر کے تسامح کا ذکر کیا تھا۔ مولانا غوری نے مجھے "وفیات الاعیان" سے ابن الفرضی نام کے ایک عالم و فقیہہ کا ترجمۂ حیات فوٹو اسٹیٹ کے ساتھ بھیجا ہے جو شاعر بھی تھے۔

میرے علم و حافظہ میں ابن الفارض (صوفی شاعر) کا تصور تھا۔ اس لئے ابن الفرضی سے اپنی ناواقفیت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور غوری صاحب کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے ان سے متعارف کرایا۔

اس لئے ان سطور سے رجوع کرتا ہوں جو تبصرہ میں میرے قلم سے نکل گئی تھیں۔

بچوں کے اخلاق و ادب کا معمار

ماہنامہ "اچھا ساتھی"

سات سال سے پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے
دینی مضامین، سبق آموز کہانیاں، پاکیزہ و بامقصد منظومات، گدگدانے والے لطائف، انعامی مقابلے، بچوں کی تحریریں، دلچسپ مشغلے، اور بہت سے مفید کالم، زبان نہایت آسان اور سلیس
ڈیمائی سائز۔ ۶۸ صفحات، عمدہ کتابت، روشن طباعت، قیمت فی شمارہ ۹/- روپئے
سالانہ زر تعاون ۱۰۰/- روپئے
تاجران کتب اور ایجنٹ حضرات کے لئے مخصوص رعایت۔
: خط و کتابت کا پتہ :
ماہنامہ اچھا ساتھی سرکارا بجنور یوپی 246761
MONTHLY "ACHCHHA SATHI" SARKARA, BIJNOR (U.P)

رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمۃ

کا

سنگِ بنیاد

دینی اور عصری تعلیم کے میدان میں دار العلوم ندوۃ العلماء کی خدمات محتاج تعارف نہیں اس نے اپنے قیام کے روز اول سے لیکر اب تک گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے دور نظامت میں اس نے ایک عظیم اسلامی مرکز کی حیثیت حاصل کی نیز اس کے کارکنان اساتذہ اور طلباء اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کیلئے حتی الوسع برابر کوشاں ہیں۔

دار العلوم ندوۃ العلماء میں ہند و بیرون ہند کے طلباء کی ایک بڑی تعداد زیر تعلیم ہے اور ان کی تعداد میں برابر غیر معمولی اضافہ اور قیام گاہوں کی تنگی کے پیش نظر معہد دار العلوم (جس میں ثانوی درجات کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے) دو سال قبل دار العلوم ندوۃ العلماء سے دس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ میں ایک وسیع آراضی حاصل کر کے درسگاہوں (درجات) کی تعمیر کرنے کے بعد منتقل کر دیا گیا تھا جس میں ابتدائی درجات کی تعلیم سے ثانوی درجات کی تعلیم تک کا معقول بندوبست ہے۔

لیکن طلباء کیلئے دار الاقامہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی کمی محسوس ہو رہی تھی اور جو معہد کی ایک بڑی ضرورت تھی

الحمد للہ اس اہم ضرورت کے پیش نظر دار العلوم ندوۃ العلماء کے عظیم محسن اور مربی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کا سنگ بنیاد حضرت مولانا عبد اللہ عباس ندوی مدظلہ معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء نے اپنے دست مبارک سے مورخہ ۲۷ر جولائی سنہ ۲۰۰۰ء کو رکھا۔

معہد دار العلوم ندوۃ العلماء واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ کی یہ عمارت چالیس کشادہ کمروں پر مشتمل ہوگی جس کے ہر کمرہ میں دس طلباء بسہولت کے ساتھ قیام کر سکیں گے اس کے علاوہ چار نگراں حضرات کیلئے قیام کا بھی بندوبست ہوگا۔ اس طرح "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی پوری عمارت میں چار سو طلباء اور چار نگراں حضرات کے لئے رہائش کی سہولت ہوگی۔

بفضلہ تعالیٰ "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی عمارت کی تعمیر بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے، لیکن موجودہ ہوش ربا گرانی میں تعمیری کاموں بھی ہر اگلے دن میٹریل کا دام اور لیبر چارج بڑھتا جا رہا ہے اور کام بڑا ہے۔

اہل خیر حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے ان سے امید کی جاتی ہے کہ اس دار الاقامہ کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔ اور اپنے مرحومین کے نام سے کمرے بنوائیں گے یا کسی ایک حصہ کی تکمیل کا بار اٹھا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ادارہ)